امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 4 ربیع الاول 1437ھ بمطابق جنوری 2016ء شمارہ 11

امارت اسلامیہ کے ساتھ روس کے رابطہ کی افواہیں
اور مغرب کا اصل ہدف

ہلمند مکمل فتح کی دہلیز پر

مولوی جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کی مجاہدین کو چند نصیحتیں!

عوام طالبان کو نجات دہندہ سمجھتے ہیں

افغانستان میں تنازع کی اہم وجہ

پیرس حملوں کے حقیقی عوامل

میڈیا اور صحافتی اقدار

اب تک تین ہزار مجاہدین تربیت حاصل کرچکے ہیں۔
معسکر خالد بن ولید کی رپورٹ

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن ابي امامة ان رسول الله ﷺ قال من شفع لاحد شفا عة فاهدیٰ هدية عليها فقبلها فقداتى باباً عظيماً من ابواب الرِّبا۔[رواه ابوداؤد]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص (کسی بادشاہ وحاکم سے) کسی (شخص مثلاً زید) کی سفارش کرے اور وہ (زید) اس (سفارش کرنے والے) کے پاس سفارش کے عوض کوئی چیز بطور تحفہ وہدیہ بھیجے اور وہ (سفارش کرنے والا) اس تحفہ کو قبول کرے تو وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے میں داخل ہوا۔

فرمان امیرالمؤمنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ

-کابل انتظامیہ، جارحیت پسند اور کچھ دیگر فسادی عناصر ملک کے مختلف حصوں میں ہمارے مظلوم ہم وطنوں کو مختلف بہانوں سے تشدد اور مظالم کا نشانہ بنارہے ہیں۔عام شہریوں کو دشمن کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ان سے زندگی کا حق چھین کر ناجائز الزامات لگا کر جیلوں میں ڈالا جارہاہے۔جیلوں میں ان قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا جاتاہے۔ حتی کہ مظلوم عوام کے بے گناہ قیدیوں کو بے رحمانہ اور وحشیانہ طریقے سے شہید کیا جاتا ہے۔اسی طرح کچھ فسادی عناصر اور مخصوص انٹیلی جنس حلقے مجاہدین کو بدنام کرنے کے لیے بے گناہ لوگوں پر مظالم ڈھاتے ہیں۔ہم ان تمام ظالمانہ اقدامات کی نہ صرف شدید مذمت کرتے ہیں بلکہ ایسے جرائم کے مرتکبین کو اسلامی اصولوں کے مطابق سزادیں گے۔ انشاء اللہ۔اگر مجاہدین کی صف میں کوئی عوامی نقصانات کے حوالے سے بے پروائی کا مظاہرہ کرے یا قصداً ایسا کرے یا قیدیوں کے ساتھ غیر شرعی سلوک کرے ہم فوری طور پر اس کی پوچھ گچھ کریں گے اور شریعت مقدسہ کی روشنی میں انہیں سزائیں دیں گے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 4 ربیع الاول 1437ھ بمطابق جنوری 2016ء شمارہ 11

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس درون

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	امارت اسلامیہ کے ساتھ روس کے رابطہ کی افواہیں اور مغرب کا اصل ہدف	2
2	مولوی جلال الدین حقانی رحمہ اللہ کی مجاہدین کو چند نصیحتیں!	4
3	بلند عمل حج کی راہ پر	7
4	امارت اسلامیہ کی صحتی پالیسی	9
5	امارت افغان عوام کی ہمدرد ہے	10
6	حالیہ حملوں کے حقیقی عوامل	11
7	مرحوم مولوی اللہ داد طیب کی سوانح حیات	14
8	کابل حکومت کی جھوٹی سیاست	17
9	عوام طالبان کو نجات دہندہ سمجھتے ہیں	18
10	سنگین جہادی معرکہ کا شاہکار	19
11	مذاکرات اور اصل حقائق	22
12	شرپسند عناصر سے صف کی صفائی	23
13	طالبان کا اصل تعارف	24
14	جرم ضعیفی کی سزا ختم نہیں ہوتی	26
15	میڈیا اور صحافتی اقدار	27
16	افغان فوج	28
17	جدید داخلی جنگ... اور زرخرید میڈیا!	29
18	افغانستان میں تنازع کی اہم وجہ	30
19	مسلمانوں کے قتل عام کی مذمت کیوں نہیں کی جاتی؟	31
20	معسکر خالد بن ولید کی رپورٹ	33
21	افغانستان نومبر 2015 میں	38
22	جنگی جرائم نومبر 2015	43
23	صفر المظفر کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول	44

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: شمس ابدالی

مجلس مشاورت

ملا اسد افغان — ہارون بلخی

اکرم تاشفین — محمد فرہاد جانباز

سیف العادل احرار

ڈیزائننگ

مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

سالانہ زر تعاون: 350 روپے

سالانہ زر تعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک .... 40 ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات .... 30 ڈالر

بنگلہ دیش .... 28 ڈالر

www.shahamat-urdu.com

shariatmagazine@yahoo.com

www.twitter.com/shariatmagazine

www.facebook.com/shariatmagazine

امارت اسلامیہ کے ساتھ روس کے رابطہ کی افواہیں

اور مغرب کا اصل ھدف

اداریہ

مدیر اعلی

داعش کے خلاف امارت اسلامیہ کے ساتھ روس کے روابط کے حوالے سے کیے گئے پروپیگنڈے میں بعض مغربی خبر رساں اداروں نے مبالغہ کرتے ہوئے امارت اسلامیہ کے زعیم امیر المومنین ملا اختر محمد منصور اور روسی صدر کے مابین تاجکستان میں ملاقات کا بھی دعویٰ کیا ہے۔

جی ہاں! دور جدید کی لڑائی میں دشمن کے خلاف پروپیگنڈہ مہم چلانا اور اس کو فعال رکھنا بہت اہمیت رکھتا ہے، ہمیں اس بات کو تسلیم کرلینا چاہیے کہ مغربی ممالک خصوصا امریکہ اس حقیقت کو خوب سمجھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے افغانستان میں جنگ کے آغاز ہی سے اس طرف خصوصی توجہ دے رکھی ہے۔ انہوں نے اپنے مقاصد واہداف کے حصول کے لیے گزشتہ 15 برس میں عالمی میڈیا کو خوب استعمال کیا ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ اس کے لیے ایسے طوطا چشم افراد کو منتخب کیا ہے جن کی وجہ سے میڈیا پر سے پوری دنیا کا اعتماد اٹھ گیا ہے اور اس کی حیثیت بھی ختم ہو کر رہ گئی ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صلیبیوں کی طرف سے مسلط کردہ جنگ کا پہلا ہدف جنگ زدہ اور غریب ملک افغانستان ٹھہرا۔ دنیا کی ان بڑی طاقتوں کی مسلط کردہ اس جنگ کا دورانیہ 15 برس تک جا پہنچا ہے اور اس میں افغانوں کو ملنے والے کثیر تعداد میں جانی، مالی اور معنوی نقصانات ایک طبعی حقیقت ہے جس سے انکار کرنا ممکن نہیں لیکن اس کے مقابلے میں بیرونی غاصبوں خصوصا امریکہ کو جن نقصانات سے دوچار ہونا پڑا ہے وہ بھی کچھ کم نہیں اور جنہیں امریکہ کبھی بھی بھلا نہیں پائے گا۔

وہ جنگ جسے امریکہ 15 دن میں جیتنے کا خواب لے کر آیا تھا 15 برس تک طویل ہو گئی ہے جو امریکہ کی جنگی تاریخ کا سب سے طویل دورانیہ ہے۔ اس طویل جنگ میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو توقع سے بہت زیادہ نقصانات سے دوچار ہونا پڑا اور دنیا پر قائم اس کا رعب ودبدبہ کافور ہوا اور جگ ہنسائی الگ ہوئی، اتنی طویل جنگ کے باوجود بھی جب وہ اپنے مذموم اہداف ومقاصد کے حصول میں ناکام رہے اور آئندہ بھی ان کے حصول کی کوئی امید نہ رہی تو انہوں نے دفاعی پوزیشن سنبھالی اور اپنی ساری توجہ اور توانائی اس پر صرف کرنے لگے کہ طالبان اقتدار تک نہ پہنچ پائیں اور ملک میں اسلامی نظام نافذ نہ ہو۔

امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے دوران جنگ بھی بڑی کوششیں کیں کہ کسی طرح امارت اسلامیہ کے رہنما جہاد سے دستبردار ہو کر کابل حکومت کا حصہ بنیں لیکن انہیں اس میں کسی قسم کی کوئی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ کاروان جہاد کے رہنماؤں اور سپہ سالاروں کو چھوڑیے امریکی جیلوں میں قید ہر چھوٹے بڑے قیدی پر جہاد سے دست بردار ہونے کے لیے انہوں نے برسوں بھرپور محنت کی لیکن الحمدللہ ایک شخص بھی ان کی دجل وفریب کا شکار نہ ہوا اور نہ ہی ان کا کوئی مطالبہ ماننے کے لیے تیار ہوا۔ لہذا جب امریکہ اور اس کے اتحادی ہر طرف سے ناامید ہو گئے تو انہوں نے اپنی ساری توجہ امارت اسلامیہ کی بدنامی، مسلمانوں کو ان سے بدظن کرنے اور مجاہدین کی صفوں میں دراڑیں ڈالنے پر مرکوز کردی۔

ہمارا دشمن اس بات کو سمجھ چکا ہے کہ ہماری کامیابی کا راز اتحاد واتفاق اور ایک امیر کی قیادت میں جہادی سرگرمیاں جاری رکھنے میں ہے۔ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ مجاہدین جب تک اسی طرح متحد ومتفق رہیں گے تب تک ان پر قابو پانا مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ تو اسی لیے مکار دشمن نے باقی تمام تر کوششیں ترک کردیں ہیں اور اپنی ساری توجہ، تمام وسائل اور پوری توانائی طالبان مجاہدین کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور جہادی صفوں میں انتشار پھیلانے کی طرف مبذول کرلی ہے۔ دشمن کے ذرائع ابلاغ اس حوالے سے کافی کام کر رہے ہیں، وہ طالبان مجاہدین کے حوالے سے جھوٹی خبریں نشر کرتا ہے، مجاہدین پر الزام تراشی کرتے ہیں، چھوٹی چھوٹی باتوں کو بڑھا کر پیش کرتے ہیں، امارت اسلامیہ کی دشمنی میں صحافتی اصولوں کو پامال کرتے ہوئے حقائق کو مسخ کرکے دنیا کو دکھاتے ہیں۔ حتی کہ دشمن نے اس حوالے سے ہر ممکن کوشش کی لیکن طالبان مجاہدین کے بلند حوصلوں اور جواں ہمتوں کو سلام ہے کہ انہوں نے اپنی صفوں میں اتحاد واتفاق کو برقرار رکھتے ہوئے ان کے ہر حربے کو ناکام بنا دیا۔

امارت اسلامیہ کے خلاف دشمن کے بے بنیاد پروپیگنڈے کے اس سلسلہ میں عالمی میڈیا نے داعش کے خلاف امارت اسلامیہ کے ساتھ روس کے روابط کے عنوان سے ایک نیا موضوع چھیڑ دیا ہے، چونکہ اس موضوع کا تعلق امارت اسلامیہ کے ساتھ ہے اس لئے چاہئے تھا کہ ان کے ساتھ رابطہ کیا جاتا اور اصل حقائق معلوم کرلیے جاتے، انہوں نے اس موضوع کو ہوا دینا شروع کردیا، گول میز کانفرنس ہوئے، بڑے بڑے مقالے لکھے گئے، تبصرے کئے گئے یہاں تک کہ بعض مغربی اخبارات جیسے سنڈے ٹائمز برطانیہ نے تو روسی صدر اور امیر المومنین ملا اختر محمد منصور کے مابین ملاقات کا شوشہ بھی چھوڑ دیا ہے۔

49 ممالک پر مشتمل دنیا کے سب سے بڑے صلیبی اتحاد کے ساتھ گزشتہ 15 برس سے برسرپیکار امارت اسلامیہ اس اتحاد کے اراکین خصوصا امریکہ کو اپنا دشمن سمجھتا ہے، ان کے پنجوں سے اپنے وطن کو آزاد کرانا، یہاں امن وخوشحالی کی فضا قائم کرنا اور عدل وانصاف سے بھرپور اسلامی نظام رائج کرنا اپنا اصل ہدف سمجھتا ہے۔ امارت اسلامیہ کا ہر چھوٹا بڑا اس ہدف کو اپنی جان ومال سے عزیز رکھتا ہے، اپنے اس عزیز از جان ہدف کے حصول کے لیے کسی عالمی کانفرنس میں شرکت، کسی ملک سے روابط، ضرورت کے وقت کسی ملک میں اپنے نمائندے بھیجنا، شرائط وضوابط کی روشنی میں کسی ملک سے تعاون لینا اور اسی طرح دیگر مفید سرگرمیاں جاری رکھنا امارت اسلامیہ اپنا حق سمجھتا ہے، اس حوالے سے امارت اسلامیہ نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ کسی کی طعن وتشنیع اور ملامت کی پرواہ کرتا ہے۔

اسی طرح امارت اسلامیہ افغانستان سے باہر داعش یا کسی دوسرے گروہ کے خلاف روس سمیت کسی کی بھی مدد نہیں کرتا اور نہ ہی یہ امارت اسلامیہ کی پالیسی ہے، اس لئے کہ ملک کے اندر بھی اس گروہ کے خلاف امارت اسلامیہ کی کارروائی ضرورت کی بنا پر ہے، اس وجہ سے نہیں کہ امارت اسلامیہ انہیں اپنا اصل دشمن سمجھتا ہے۔

سب کو معلوم ہے کہ گزشتہ 15 برس میں، پوری ملت اور دنیا کے کونے کونے کے مجاہدین نے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں، انہی قربانیوں کی بدولت صلیبی اتحاد کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں، امارت اسلامیہ ان قربانیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور یہ قربانیاں امارت اسلامیہ کے لیے ناقابل فراموش ہیں۔ امارت اسلامیہ ان قربانیوں پر کسی قسم کی سودابازی نہیں کرے گا اور نہ ہی انہیں ضائع ہونے دے گا۔ اب جب کہ صلیبی اتحاد کی آخری سانسیں چل رہی ہیں تو اس حساس اور نازک وقت میں امارت اسلامیہ جہاد کی صفوں میں تھوڑے سے انتشار وافتراق سے بھی بچنے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے۔

کسی مسلمان کو اپنا اصلی دشمن سمجھنا امارت اسلامیہ کا مزاج نہیں اور نہ ہی مسلمان کے خلاف بندوق اٹھانا ان کا شوق ہے، وہ نہایت ہی مجبوری کے عالم میں بندوق اٹھاتے ہیں اور انتہائی احتیاط سے چلاتے ہیں۔

حالیہ دنوں میں امارت اسلامیہ نے لاکھ کوشش کی کہ داعش کے ساتھ بات مسلح لڑائی تک نہ پہنچے، اس لئے کہ ان کے بڑے رہنما اگرچہ غیروں کی سازش کا شکار ہوگئے ہیں لیکن جوان عمر کارکن جذباتی اور بہکائے گئے ہیں اس لئے امارت اسلامیہ نے پہلے ان کی سمجھانے کی پوری پوری کوشش کی۔ اس غرض سے ملک کے جن چار صوبوں میں جہاں ان کے جنگجو موجود تھے وہاں ان کے چھوٹے چھوٹے گروہوں کو سمجھانے کے لئے امارت اسلامیہ کے بڑے بڑے جلیل القدر حضرات پر مشتمل وفود بھیجے گئے، لیکن انہوں نے ان عالی مقام وفود کو انتہائی متکبرانہ انداز میں رد کیا اور ان کی ایک نہ سنی۔ مگر امارت اسلامیہ نے پھر بھی اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ بدقسمتی یہ ہوئی کہ انہوں نے امارت اسلامیہ کی ان کوششوں کو بزدلی سے تعبیر کیا۔ امارت اسلامیہ کو مسلسل کٹھ پتلی اور مجاہدین کو مرتد کہتے رہے، ان کا خیال تھا کہ داعش سے تعلق رکھنے والوں کے علاوہ ملک میں کوئی مسلمان ہے ہی نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ لوگوں کو تاوان کے لئے اغواء کرتے، لوٹ مار کرکے حاصل شدہ مال کو مال غنیمت کہتے اور مختلف ناموں سے موسوم کرکے لوگوں کا قتل عام کرتے۔ حتیٰ کہ بات بچوں اور خواتین کی اغواء، ان کی عصمت دری کرنے اور پھر نہایت بے رحمی وبے دردی سے قتل کرنے تک جاپہنچی تو امارت اسلامیہ نے مجبوری کے اس عالم میں ان کے خلاف کارروائی کا آغاز کرلیا۔ اس لیے کہ امارت اسلامیہ لسانی، قومی اور مذہبی تعصبات سے ہٹ کر عوام کو اس قسم کی وحشت وبربریت سے بچانا اور ان کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے اور ان شاء اللہ اس ذمہ داری اور فرض کو بڑی جرأت وبہادری سے ادا کرے گا۔ افغان قوم اور مسلمان مطمئن رہے کہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین اپنے سروں کی قربانی دے کر بھی شریعت اور شریعت سے وفادار مسلمانوں کی دفاع کریں گے اور وہ کسی کو بھی یہ اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہماری قوم پر منحرف فکر کو مسلط کرسکے۔

باوجود اس کے کہ امارت اسلامیہ نے اس گروہ کے خلاف بامر مجبوری جرأت مندانہ مسلح کارروائی ضروری سمجھی لیکن ہمارا اصل دشمن بیرونی غاصب قوتیں ہیں وہ یہ سوچ کر خوش فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ مجاہدین نے اپنی توجہ اپنے اصل دشمن سے ہٹالی ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تمام تر کوششوں کے باوجود داعش اتنی بڑی طاقت نہ بن سکی کہ مجاہدین کی توجہ اصل دشمن سے ہٹاسکے۔ ملک کے تمام صوبوں پر امارت اسلامیہ کی حاکمیت قائم ہے، صرف ایک صوبہ کے ایک چھوٹے سے کونے میں ان کے کچھ جنگجو موجود ہیں جو کسی تشویش اور پریشانی کی بات نہیں۔ اس لئے کہ جن لوگوں نے 49 ممالک پر مشتمل سب سے بڑے صلیبی اتحاد کے ساتھ 15 برس تک جرأت وجوانمردی سے مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انہیں شکست سے دوچار کیا تو ان کے لیے ان مٹھی بھر لوگوں سے زمین خالی کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مولوی جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کی

مجاہدین کو چند نصیحتیں!

ترتیب: عبد الرحیم ثاقب

پہلا حصہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ، والعاقبۃ للمتقین والصلاۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد!

میرے عزیز مجاہدین ساتھیو!

جہاد وہ تعلیمی مدرسہ ہے، جس میں انسان جنگ اور مجاہدے کی زندگی کی بہت سی اونچ نیچ سیکھتا ہے۔ جہادی مدرسے کے شاگردوں کی کچھ خصوصیات ہوتی ہیں۔ ان خصوصیات کو مین مجسم طور پر صرف فرشتوں کے اخلاق میں دیکھا جا سکتا ہے۔ انھیں اللہ تعالیٰ اس قابل فخر مدرسے میں اپنے دین کی خدمت کے لیے منتخب کرتا ہے اور انھیں اس خطاب سے نوازتا ہے:

التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ (۔۔التوبہ)

میرے مجاہد بھائیو! چوں کہ میری زندگی کا بڑا حصہ اسی مدرسے میں طالب علم اور استاد کی حیثیت سے گزرا ہے۔ یہاں بہت سے ایسے شاگردوں کے ساتھ زندگی گزاری ہے، جو واقعتاً اللہ تعالیٰ کے اس مبارک قول کے مصداق تھے:

.... وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ۔ ال عمران۔

جہادی جوانوں کے ساتھ میں نے زندگی کا بڑا عرصہ گزارا ہے۔ ان کے نیک اخلاق سے متاثر ہوا ہوں۔ ان میں سے ہر ایک نے نیک اخلاق کی وجہ سے میرے دل میں خاص مقام پیدا کیا ہے۔ اگرچہ ان کا تعلق جغرافیائی لحاظ سے مختلف ممالک اور اقوام سے تھا، مگر مجھے ایسا لگتا تھا کہ یہ میرے بھائی، میرے خاندان کے ہی لوگ اور میرے ہی دل کے ٹکڑے ہیں۔ میرے اور ان کے درمیان ایمانی تعلق اور اسلامی اخوت قائم ہوئی تھی۔ ابھی عمر کے گزرنے کے ساتھ میں بہت کچھ بھول چکا ہوں، مگر ان جہادی جوانوں کے اخلاق، جہادی غیرت اور قربانی میں کبھی نہیں بھولا۔ ان جوانوں میں سے شاید کوئی بھی زندہ نہ بچا ہو، مگر ان کے خوب صورت چہرے اور جہادی کارنامے اب بھی میرے دل میں نقش ہیں۔ ان لوگوں میں مولوی احمد گل کی شجاعت، مولوی فتح اللہ شہید کا ایثار، مولوی نظام الدین کا تدبر و حوصلہ، محمد اسماعیل حقانی شہید کی سر فروشی، عبد اللہ عزام شہید کی فقاہت، شیخ اسامہ بن لادن شہید کی سخاوت، ابو مصعب الزرقاوی کی غیرت، خطاب کی عبقریت، شامل بسایوف کی بہادری، ابو حارث کی فداکاری اور ابو الولید المصری کی وفا... یہ سب کچھ اب میرے حافظے میں خوب صورت یادوں کے نام سے محفوظ ہے۔ میرے دل و دماغ میں جب بھی ان جہادی محاذوں کی یادیں تازہ ہوتی ہیں، مجھے لگتا ہے میں اب بھی ان مجاہدین کے ساتھ ژوری، بڑی اور تورغر کے مورچوں میں بیٹھا ہوا ہوں۔ خوست شہر میں جارحیت پسندوں کے نقل و حرکت کی نگرانی کر رہا ہوں۔ ابھی اس وقت بھی ان سب میں سے ایک ایک کی تصویر ذہن میں موجود ہے اور ان میں سے ہر ایک کی جدائی کے دردناک لمحات شدید اذیت دے رہے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ میں اب تک شہادت سے کیوں محروم ہوں۔ وہ جتنے میرے راہِ جہاد کے رفقاء مجھ سے بہت پہلے حاصل کر کے حیات ابدی پا گئے ہیں۔ میں اپنی زندگی میں کسی چیز پر اتنا رشک نہیں کرتا، جتنا میں نے اپنے شہید ہونے والے ساتھیوں کے اچھے اخلاق اور راہ خدا میں ان کی سر فروشی پر کیا ہے۔

مجاہدین بھائیو! میں نے پہلے بھی کہا کہ جہاد ایک مدرسہ ہے، جہاں انسان اپنی زندگی کی سعادت کا درس حاصل کرتا ہے۔ دیگر مدارس میں یہ تعلیم نظری اور فکری، جب کہ جہادی مدرسے میں یہ سب کچھ عملی طور پر ہوتا ہے۔ تقویٰ عملی طور پر ہوتا ہے۔ صداقت عملی طور پر ہوتی ہے۔ سر فروشی عملی طور پر سکھائی جاتی ہے۔ ایثار عملی طور پر ہوتا ہے۔ جہادی زندگی اور تعلیمات میں عملی پہلو اتنا قوی ہے کہ جو لوگ قرآن کریم کی سورۃ الانفال، التوبہ یا الاحزاب کی تلاوت کرتے ہیں یا صحیح البخاری کی کتاب المغازی پڑھتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ابھی وہ احد، بدر، خندق اور حنین کے محاذوں میں گھوم رہے ہیں۔ آپ دیکھیں غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو کتنی تاریخی فتح عطاء فرمائی۔ کیا آپ جانتے ہیں اس بڑی فتح کی وجہ کیا تھی؟ صرف اپنے رب کے حضور میں مجاہدین کی نہایت عجز و انکساری..

غزوہ بدر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز و انکساری سے ہاتھ اٹھائے اور کہا: اللھم ان تھزم

هذه العصابة فلن تعبد في الأرض بعد هذا اليوم۔۔۔ اے اللہ! اگر آپ ان سب (مسلمانوں) کو مغلوب کر دیں گے تو روئے زمین پر آپ کی عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ یہ وجہ تھی کہ پھر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں الہی تسلی بھیجی:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ آل عمران (--)

سبحان اللہ! غزوہ بدر میں مجاہدین کے قائد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاجزانہ سوال اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی نصرت کی اس آیت مبارکہ میں کتنی واضح تصویر کشی کی گئی ہے۔ آیئے اس مبارک نصرت پر مزید غور کریں:

بقول جل وعلا: إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿--﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ آل عمران ﴿--﴾

اللہ تعالیٰ نے جہاد کے محاذوں میں عاجز اور بے کس مجاہدین کی دعا قبول کی۔ ان کی نصرت کے لیے 1000 فرشتے بھیجے اور مزید بھی یہ اطمینان دلایا کہ اگر آپ اس کمزور حالت میں صبر کریں، یعنی جہادی زندگی میں تقویٰ پسند کریں تو بَلَىٰ إِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ۔ آل عمران ﴿--﴾

یہ سب کچھ آپ کے لیے بشارت ہے آپ کی حقانیت پر، آپ کو مطمئن کرتا ہے اور آپ کو سمجھا رہے ہیں کہ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُم بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ۔ آل عمران ﴿--﴾

دیکھو بھائیو! جہاد میں کامیابی اور غلبے کا تعلق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہے۔ مادی وسائل اور انسانی لشکروں سے نہیں۔ غزوہ حنین میں دیکھیں، مجاہدین صحابہ کرام کو اپنی کثرت کا فخر ہو گیا۔ اس کثرت نے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ مشرکین کے حملے سے ان کا بارہ ہزار کا لشکر منتشر اور گھبراہٹ کا شکار ہو گیا۔ صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں ثابت قدم رہے۔ مشرکین کو پوری قوت سے للکارا:

انا النبی لا کذب، انا ابن عبد المطلب۔

اللہ نے ڈانٹنے کے ساتھ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ۔ التوبة (--)

بے تقویٰ اسلامی لشکر کی کثرت، مادی وسائل کی کثرت، ان کی مادی اور ٹیکنیکی ترقی وغیرہ کبھی بھی ان کے غلبے اور کامیابی کا سبب نہیں بن سکتی۔ میرے بھائیو! جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ جہادی مدرسے کی تعلیم و تربیت سب عملی ہوتا ہے۔ نصرت ہو تو بھی ایسی کہ عینی اور عملی ہوتی ہے۔ ہزیمت ہوتی ہے تو بھی عملی۔ اسی طرح نصرت اور ہزیمت کے عوامل اور وجوہات بھی عملی ہوتے ہیں۔ غزوہ احد کی جنگ کو دیکھیں، وہاں غلبہ بھی نظر آیا اور شکست بھی۔ اور ان کے دونوں کے عینی عوامل بھی۔

إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ (آل عمران-)

دوسرا حصہ

مجاہد بھائیو! ہم اور آپ ابھی ایک انتہائی طاقت ور دشمن سے مقابلے میں ہیں۔ اس مقابلے میں روئے زمین پر اللہ کے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں اور نہ کوئی حامی ہے۔ ایسے حالات میں جب ہمارا دشمن بہت طاقت ور ہے، بہت مسلح، بہت فریبی اور مادی لحاظ سے بہت مضبوط ہے۔ اس کے مقابلے میں ہم بہت کمزور ہیں۔ ہمارے وسائل بہت پرانے اور پسماندہ ہیں۔ ہم پروپیگنڈے کے میدان میں بہت کمزور ہیں۔ مگر اس کے باوجود ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یعنی ان ہماری کمزوری کے باوجود اللہ تعالیٰ کی نصرت کی بدولت اسی قوی دشمن پر فتح حاصل کریں گے۔ کیوں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود مومنوں کی نصرت حتمی کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (الروم-)

مجاہد بھائیو! میں چاہتا ہوں جہادی امور کے چند خاص نکات پر آپ سے بات کروں۔ آج ہم عالم کفر کے خلاف میدان میں کھڑے ہیں۔ اس مقابلے کے بہت سے پہلو ہیں۔ عسکری مقابلہ، سیاسی مقابلہ، فکری مقابلہ، ثقافتی اور میڈیائی مقابلہ، علمی مقابلہ۔ ہمیں چاہیے اس کے تمام پہلوؤں کے مقابلے کے لیے تیاری کریں۔ اس مقابلے کو جیتنے کے لیے پہلی اور بنیادی شرط ہماری صف کا اتحاد ہے۔ دشمن کے مقابلے میں اگر ہماری صف، ہمارا محاذ، ہمارا مورچہ اور ہمارا ہدف ایک ہو گا تو ضرور ہمارا وار دشمن پر مؤثر ہو گا۔

اس حوالے سے اللہ تعالیٰ نے متعدد آیتوں میں مجاہدین کو اتحاد و اتفاق کا حکم دیا ہے اور داخلی اختلافات سے بہت شدت سے منع کیا ہے۔ اتحاد کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو ایسا حکم دیا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ (الصف-)

اختلافات اور آپس کے تنازعات سے درج ذیل وعید کے ذریعے منع فرمایا ہے:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (الانفال-)

بھائیو! عالم کفر کے خلاف ہمارا محاذ بہت وسیع اور ہمارے وسائل بہت محدود ہیں۔ اس لیے پہلے ہم اس محاذ پر اپنے اہم ترین اور اولین ہدف کا تعین کریں۔ پھر اپنی کارکردگی کو مؤثر بنانے کے لیے ان خاص اہداف پر اپنے حملے مرکوز کر دیں۔ اس سے دشمن کو شدید نقصان ہو گا اور دشمن کے خاتمے میں مدد ملے گی۔ کیوں کہ ہماری حالیہ جنگ کی مثال ایک ایسے مجاہد کی ہے، جو بہت محدود وسائل کے ساتھ انتہائی طاقت ور دشمن کے محاصرے میں آ جائے۔ دشمن کا اسلحہ زیادہ ہو اور محصور مجاہد کی گولیاں ضائع کرنے کے لیے دشمن نے بہت سے مصنوعی اہداف بنا رکھے ہوں۔ اس طرح کے حساس

حالات میں مجاہد کو اپنی جان کی حفاظت کے لیے چاہیے کہ اپنے تمام تر محدود وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے مصنوعی اہداف پر توجہ دینے کے بجائے اصلی اہداف پہچان کر ان کا خاتمہ کرے۔ آج ہم اپنے محاذوں پر دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ ہمارے بہت سے ساتھی اصل دشمن کو نشانہ بنانے کے بجائے مصنوعی دشمن کو نشانہ بنانے میں مصروف ہیں۔ جس کی وجہ سے مجاہدین کی صفیں کمزور، قوت منتشر اور مقابل ہدف نامعلوم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں مجاہدین کو فقاتلوا أئمة الكفر کا حکم دیا ہے۔ امریکا اور صہیونیت مسلمانوں کے مقابلے میں آج ائمۃ الکفر ہیں۔ لہذا مجاہدین کو چاہیے اپنی پوری قوت ان أئمة الكفر کے خاتمے پر جمع کر دیں۔ میرے بھائیو! جہاں بھی مجاہدین نے دشمن کو تباہ کرنے کے لیے مختلف مصنوعی اہداف کو نشانہ بنایا، وہاں اپنا اصل ہدف بھول گئے ہیں۔ جہاں مجاہدین نے اصل ہدف پر توجہ دی، وہاں کارکردگی کا اچھا نتیجہ نکلا ہے۔ مثال کے طور پر افغانستان پر امریکا کی قیادت میں 49 ممالک کے صلیبی اتحاد نے عسکری جارحیت کی۔ اس جارحیت کی پشت پر عالم کفر کی پوری عسکری، سیاسی، اقتصادی اور میڈیائی قوت کھڑی ہو گئی تھی۔ مجاہدین نے انتہائی پسماندگی اور کسمپرسی کے ساتھ کفریہ جارحیت کے خلاف مقابلے کا آغاز کیا۔ ایسا مقابلہ، جس کا جیتنا انسانی عقل کے مطابق ناممکنات میں سے تھا۔ یہ غیر متوازن تاریخی مقابلہ 14 سال تک جاری رہا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالی کی نصرت سے وہی مغرور امریکی اور ان کے 49 اتحادی شکست سے دوچار ہیں اور افغانستان سے فرار ہونے لگے ہیں۔ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِن بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ () بِنَصْرِ اللَّهِ يَنصُرُ مَن يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ () وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ. الروم ()

جارح دشمن نے افغانستان میں عسکری کوششوں کے ساتھ ساتھ اور بہت سے فرقہ وارانہ جھگڑے شروع کیے۔ مگر مجاہدین کو اللہ تعالی نے ان تمام سازشوں سے نجات دلا دی۔ اس نجات کا ذریعہ بھی اللہ کی مدد، قیادت کا اتحاد اور دشمن کے مرکزی اہداف تک رسائی تھا۔ مکار دشمن نے مجاہدین کی قوت کو منتشر کرنے کے لیے یہاں بھی جہادی محاذ پر بہت سے مصنوعی اہداف کھڑے کیے۔ مگر مجاہدین نے اللہ کی نصرت کی بدولت اپنی پوری قوت اصل دشمن پر مرکوز رکھی، جس کی وجہ سے اسی فرعونی مجسمے کو گرانے میں کامیاب رہے اور عن قریب یہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ دنیا بھر کے مظلوم مسلمان اس کے شر سے نجات پالیں گے۔

مجاہد بھائیو! جہاد میں قیادت کے اتحاد کے بعد قائد اور امیر کی اطاعت وہ اہم ترین نکتہ ہے، جس کے بغیر کسی صورت میں جہادی صف کی کامیابی ممکن نہیں۔ اسلامی ارشادات میں امیر کی اطاعت پر بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ کیوں کہ امیر کی نافرمانی سے مسلمان تباہی اور بربادی کا شکار ہو جائیں گے۔ ہم نے افغانستان میں کمیونسٹ استعمار کو تباہ ہوتے دیکھا ہے۔ یہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سرخ لشکروں نے کیسے مجاہدین کے حملوں سے شکست کھائی؟ مگر پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ افغانستان میں جہادی قائدین کی کثرت تعداد اور ان کے آپس کے اختلافات کی وجہ سے مجاہدین کی حاصل کردہ کامیابیاں اور قابل فخر اعزازات پے در پے کس طرح ختم ہوتے گئے؟ قرآنی ارشادات کے مطابق مسلمان ہر حالت میں آپس کے اتحاد اور یگانگت کے مکلف اور اس پر مامور ہیں۔ مجاہدین خصوصی طور پر اللہ تعالی کے اس بنیادی فرض یعنی اتحاد اور امیر کی اطاعت کی جانب بہت زیادہ متوجہ رہیں۔ وہ لوگ، جنہوں نے خود کو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے وقف کر دیا ہے، وہ دوسرے لوگوں سے پہلے خود اپنے آپ میں الہی احکام کا عملی نفاذ کریں۔ مجاہدین کی جانب سے الہی احکامات کی تعمیل عملی طور پر ہونی چاہیے۔ محض نعرے اور دکھلاوا نہیں ہونا چاہیے۔ مجاہدین زیادہ پڑھنے کے بجائے عمل پر توجہ دیں۔ مجاہدین اپنی کارائیوں سے دشمن کو ٹکڑے کرنے کی کوشش کریں۔ نہ یہ کہ اپنے اعمال کے باعث مسلمانوں کے درمیان خود کو تقسیم کر دیں۔

مجاہدین اپنے اعمال کے اچھے برے کا فیصلہ اپنے معاشرے کے مسلمانوں کے حوالے کریں۔ کیوں کہ ان کا جہاد اسی خطے کے مسلمانوں کی خوش حالی اور شکوہ کے لیے ہی ہے۔ اس لیے یہ فیصلہ بھی مسلمانوں کے سپرد کریں کہ وہ ان کے افعال و کردار کی حمایت کرتے ہیں یا ان کی مخالفت؟ عوام ہماری جہادی فعالیت کا اہم حصہ ہیں۔ لہٰذا جہادی کارکردگی میں عوام کی تائید اور حمایت اپنے ساتھ رکھیں۔ ہماری ساری جہادی پیش رفت اپنے مسلمان عوام کی حمایت، تائید اور مشورے سے ہو۔ اللہ تعالی کے اس ارشاد اشداء على الكفار رحماء بينهم کے مصداق اپنے مسلمان بھائیوں کے مقابلے میں عاجزی، جھکاؤ، عفو اور آسانی سے مسائل کا نمٹانا جہادی زندگی کی خصوصیات ہیں۔ چوں کہ جارح دشمن نے ہمارے مسلمان عوام پر بہت زیادہ مظالم ڈھائے ہیں، اس لیے ہم اپنے عوام کی خوش حالی اور جارحیت پسندوں سے ان کا انتقام لینے کے جذبے سے کام کریں۔ نہ یہ کہ مسلمان عوام کو ہمارے افعال و کردار سے اور بھی تکلیف پہنچے۔ مسلمانوں پر تنگی کرنے سے بچیں۔ اپنے افعال، اقوال اور حرکات کے لیے قرآن کریم اور سنت کو معیار بنائیں۔ ان کے اتباع میں مقدس دین کی پیروی کی کوشش کریں۔

مجاہد بھائیو! میرا دل بہت چاہتا ہے کہ آپ سے بہت سی باتیں کروں۔ اپنے دل کی نیک تمنائیں اور آرزوئیں آپ بتاؤں۔ مگر ایک جانب آپ کے قیمتی وقت کا احساس ہے اور دوسری طرف میری جسمانی صحت بھی ابھی بس اتنی ہی باتوں کی طاقت رکھتی ہے۔ میرا دل آئندہ ایک بار پھر آپ سے مخاطب ہونے اور آپ کی مجلس میں بیٹھنے کو چاہے گا۔ اللہ تعالی تمام جہادی امور میں آپ کو توفیق بخشے اور کامیاب و کامران رکھے۔ آمین

والسلام

آبو عابد

مکمل فتح کی دہلیز پر

رواں سال کا جہادی آپریشن عزم جو پورے ملک میں نتیجہ خیز رہا، مجاہدین نے بہت سے علاقے فتح کیے۔ دشمن کی جیلیں توڑ دیں۔ بار بار درجنوں کی تعداد میں فوجیوں نے ہتھیار ڈالے۔ غنیمتیں حاصل کیں۔ اضلاع فتح کیے اور یہاں تک کہ کندوز کے مرکزی شہر جیسا بڑا شہر فتح ہو گیا۔ مگر سال کے دوران بہت سی تیکنیکی کامیابیوں کے ساتھ ایک سٹریٹجک کامیابی ہلمند میں مجاہدین کی تدریجی پیش رفت تھی۔ جو عزم آپریشن کے بعد اب تک جاری ہے۔ اور انتہائی گہرے اور پختہ منصوبے کے تحت صوبہ مکمل فتح کی دہلیز پر آن کھڑا ہوا ہے۔

صوبہ ہلمند تقریباً ساٹھ ہزار مربع کلومیٹر کے رقبے پر محیط ہے اور افغانستان کے دسویں حصے کی سرزمین پر مشتمل ہے۔ یہ ایک نمایاں جہادی علاقہ ہے۔ اس صوبے میں باغران، بغنی اور دیشو کے اضلاع شروع ہی سے مجاہدین کے قبضے میں رہے ہیں۔ مگر دیگر علاقوں میں دشمن وسیع پیمانے پر موجود رہا جو ایک مخصوص فوجی چھاؤنی کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا تھا۔

رواں سال کے آغاز میں ہلمند کے دو اہم اضلاع نوزاد اور موسیٰ کلا مکمل طور پر دشمن کے وجود سے پاک کر دیے گئے ہیں۔ صوبائی مرکز، پولیس ہیڈ کوارٹر اور دیگر فوجی مراکز سمیت تمام حکومتی انتظامات مجاہدین کی جانب سے قبضہ کر لیے گئے ہیں۔

نوزاد اور موسیٰ کلا کی فتح کے بعد مجاہدین نے ضلع کجکی پر کام کا آغاز کر دیا۔ جس کے نتیجے میں ضلع کجکی کا اصلی بازار، ضلعی مرکز اور پورا عوامی علاقہ مجاہدین کے قبضے میں آگیا اور دشمن کجکی بند کے اوپر تنگی بازار نام کے ایک محدود علاقے میں محصور ہو گیا اور ابھی تک وہیں محصور ہے۔ کمک کے تمام راستے ان پر بند کر دیے گئے۔

کجکی کی صفائی کے بعد مجاہدین نے سنگین، گریشک، باباجی، ناد علی اور مارجہ میں بھی ایک ساتھ عسکری آپریشن کا آغاز کر دیا۔ یوں کہنا بے جا نہ ہو گا کہ یہ تمام وہ علاقے ہیں جو ہلمند کے مرکزی اور اہم علاقوں پر مشتمل ہیں جن پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے جارحیت پسندوں نے سالہا سال تک شدید لڑائی کی۔ شدید نقصانات اٹھائے، ہر گاؤں میں اپنے اڈے قائم کیے اور اربکیوں کے لشکر تشکیل دیے۔ تاکہ یہ علاقے مجاہدین سے خالی کرائے جائیں اور کسی حد تک کچھ علاقے بھی فتح کر ڈالے۔

مگر الحمد للہ! رواں سال کے آپریشن کے دوران دشمن کے سالہا سال کی تکلیفیں ایک بار پھر خاک میں مل گئیں۔ سنگین میں ساروان کلا کا علاقہ نادہ جس کا اکثر حصہ گذشتہ سال فتح ہو گیا تھا۔ اور اب صرف سنگین مرکز کے قریب کچھ علاقوں میں دشمن کی چیک پوسٹیں رہ گئی ہیں جن میں دشمن کا ایک اڈہ بھی شامل ہے جس

میں 60 فوجی موجود تھے سب نے ایک ساتھ ہتھیار ڈال دیے۔ یہ پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ فوج کا ایک مکمل کیمپ ہتھیار ڈال رہا ہے۔ سنگین کے لوئر حصے میں گریشک کے حدود تک شاہراہ بھی رواں سال مجاہدین نے کنٹرول میں لے لیا ہے اور یہاں موجود چیک پوسٹیں ختم کردی ہیں۔ اس طرح ضلع سنگین بھی کجکی کی طرح مکمل محاصرے میں ہے اور ہوسکتا ہے مستقبل قریب میں یہ مکمل طور پر فتح ہوجائے۔

گریشک کا وسیع علاقہ جو ہلمند کا قلب سمجھا جاتا ہے اور شاہراہ پر واقع ہے۔ اس کے تمام اہم اور وسیع آبادی والے علاقے جیسے شورکی، قلعہ گز اور حیدر آباد مکمل طور پر مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔ میر مندو اور زمیلی کے درمیان دشمن کی کچھ چیک پوسٹیں ہیں اس کے علاوہ تمام علاقے دشمن کے وجود سے پاک ہوگئے ہیں۔ اسی طرح آدم خان کے بڑے حصے پر مجاہدین کی حکومت ہے۔ باباجی کا علاقہ جو لشکر گاہ کے قریب واقع ہے اور یہ بڑے عرصے تک دشمن کے قبضے میں رہا اس سال مجاہدین نے یہاں کامیاب آپریشن کیے۔ اور بڑا حصہ دشمن کے وجود سے پاک کردیا اور اب باباجی کے علاقے میں "سر ریگزو" کے علاقے میں مجاہدین کا خط واقع ہے جہاں سے مجاہدین کے مشین گن کی گولیاں صوبائی مرکز لشکر گاہ تک پہنچتی ہیں۔

اس کے علاوہ لشکر کے مغرب کے قریب ضلع نادعلی کے اہم علاقے جیسے لوئی ماندہ، شاول، نری ماندہ سے لے کر انجیر کے بازار تک ایسے علاقے مجاہدین فتح کیے۔ یہاں سے بھی مجاہدین لشکر گاہ بازار تک بہت قریب پہنچ گئے ہیں۔ ضلع مارجہ جسے قبضہ کرنے کے لیے دشمن نے بہت بڑا آپریشن کیا اور ہزاروں امریکی سمندری فوج اس آپریشن میں شریک رہے۔ یہاں تک کہ امریکیوں نے اسے عراق کے شہر فلوجہ کے قبضے سے تشبیہ دی۔ اب اللہ تعالی کے فضل سے یہ علاقہ ایک بار پھر مجاہدین کے ہاتھ آنے کو ہے۔

رواں سال کے دوران مجاہدین نے مارجہ میں آپریشن کا آغاز کیا جس کا نتیجہ بہت اچھا رہا۔ مارجہ کے تمام علاقے، گاؤں اور اہم علاقے کنٹرول میں لے لیے گئے ہیں۔ دشمن کے اربکی یا ہلاک ہوگئے ہیں اور علاقے سے بھاگنے پر مجبور کردیے گئے ہیں۔ اب بھی صرف مارجہ میں لویہ چار راہی کے علاقے میں پولیس ہیڈ کوارٹر، ضلعی ہیڈکوارٹر، اور اس کے قریب فوجی کیمپ کی عمارتوں میں دشمن کے افراد محصور بیٹھے ہیں اور ان کے راستے بند ہوگئے ہیں۔

اس طرح مجاہدین کو یہ قوت حاصل ہوگئی ہے کہ لشکر گاہ کے علاوہ ہلمند کے تمام اہم علاقوں پر تسلط حاصل کریں۔ اور دشمن کا وجود صوبائی مرکز تک محدود ہوجائے۔ اب بھی ہلمند میں مجاہدین نے کچھ عرصے کے لیے اپنا آپریشن روک دیا۔ تاکہ بیرونی دشمن کی بمباری اور نگرانی کا سلسلہ تھم جائے اور مجاہدین بھی اپنے جنگی گروپ آئندہ حملوں کے لیے منظم کریں۔ گذشتہ کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے دشمن بھی اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ وہ اس صوبے کو محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ اس لیے اہم حکام کے گھر لشکر گاہ مرکز سے کابل اور قندھار منتقل کردیے گئے ہیں۔ لشکر گاہ جیل سے اہم قیدی بھی منتقل کردیے گئے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ صوبائی گورنر اور اہم ترین حکام احتیاط کی خاطر راتیں شوراب کے امریکی اڈے میں گذارتے ہیں تاکہ لشکر گاہ شہر میں مجاہدین کے اچانک حملوں سے محفوظ رہیں۔

اللہ تعالی سے امید ہے کہ مجاہدین کی قربانیوں اور اخلاص کی برکت سے ان شاء اللہ ملک کا یہ علاقہ مستقبل قریب میں مکمل طور پر دشمن کے وجود سے پاک ہوجائے گا۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز

امارت اسلامی کی معافی پالیسی

امارت اسلامی ایک منظم حکومت کی طرح مختلف شعبوں اور کمیشنز پر مشتمل ہے۔ فوجی، سیاسی، ثقافتی، تعلیمی، اقتصادی اور دعوت وارشاد کمیشنز ان کی انفرادی مثالیں ہیں۔ جو ملک کی خود مختاری اور امن وامان کی بحالی اور ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے دن رات مصروف عمل ہیں۔ ملک کے مختلف علاقوں خصوصاً قندوز اور اس سے ملحقہ صوبوں میں امارت اسلامی کے مجاہدین نے بڑی فتوحات حاصل کی ہیں۔ اور ملک کے طول و عرض میں مجاہدین پیش قدمی کررہے ہیں۔

ملک کے وہ تمام افراد جو غیر ملکی جارحیت پسندوں یا کابل ادارے میں کام کرتے ہوں انہیں چاہئے کہ اب اس مردود صف سے علیحدگی اختیار کرکے مجاہدین کا ساتھ دیں تاکہ دنیا میں ذلت کی موت اور آخرت میں کفار کے ساتھ اٹھائے جانے سے بچ جائیں۔

جارحیت پسند کفار اور ان کی کاسہ لیس حکومت جارحیت کے آغاز سے ہی اسلام اور افغانستان دشمنی کیلئے کمربستہ ہیں، وہ اس زعم میں مبتلا ہیں کہ افغانستان اور افغان عوام کی شاندار تاریخ کو بھلا کر افغانوں کی اسلامی اور افغانی شناخت کو مٹایا جائے۔ حقیقت میں یہ افغانستان کو تقسیم کرنے اور یہاں اسلامی اقدار پر پابندی کے مترادف ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جو اسلام اور افغانوں سے ذرہ برابر ہمدردی رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ جارحیت پسند کفار کی ان سازشوں کا راستہ روکے۔

ان سازشوں کی روک تھام کا سب سے موثر اور آسان ذریعہ یہ ہے کہ امارت اسلامیہ کی جانی اور مالی مدد سے دریغ نہ کیا جائے۔ کیونکہ امارت اسلامیہ نے اپنے کارناموں سے یہ ثابت کیا ہے یہاں تک کہ 90 کی دہائی میں افغانستان کو ایک بڑے بحران سے نکالا، امن وامان کی فضاء قائم کی، شریعت اسلامی کا مقدس قانون نافذ کیا اور مظلوم اقوام کیلئے نجات کی نوید ثابت ہوئے۔ اور بعد میں افغانستان پر صلیبی جارحیت کے دوران غیر ملکی قوتوں کے ساتھ اسلام اور افغانستان کی خاطر سب کچھ داؤ پر لگادیا۔ اپنی حکومت، زندگی کا آرام وسکون غرض اپنا سب کچھ اس دین کی سربلندی کیلئے قربان کیا۔ لیکن اسلامی احکامات سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ اور افغان قوم کی فتوحات کی تاریخ برقرار رکھی۔

امارت اسلامی کی جانب سے رواں جہاد ملک کی خود مختاری اور اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے جاری ہے۔ دشمن مختلف ناموں کے تحت جہاد کی بابرکت فتوحات کو دوسروں کی کارکردگی قرار دینے کی جدوجہد میں ہے ملک کی آزادی کی جنگ کو کرائے کی جنگ جیسے مختلف نام دیئے جارہے ہیں۔ وہ لوگ جو کابل کی کٹھ پتلی حکومت کے ساتھ کام کرتے ہوں یا استعمار کی میڈیا کے ذریعے برپا کردہ پروپیگنڈے کی جنگ سے متاثر ہوئے ہوں انہیں چاہئے کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ کابل ادارہ کس نے اور کس لئے بنایا؟ کون اس کی مالی مدد کررہا ہے اور کیوں کررہا ہے؟ مختصر جواب یہ ہے کہ استعماری قوتیں مسلمانوں کی تباہی، افغانستان اور دوسرے اسلامی ممالک پر قبضے اور اپنے اسٹریٹیجک مفادات کیلئے کابل ادارے کی مدد کررہا ہے۔

ملک کے قابل قدر علماء، اساتذہ، دانشور اور قومی بزرگوں کو چاہئے کہ کابل حکومت کے ساتھ کام کرنے والے لوگوں کو ترغیب دے کہ وہ اس فاسد اور کٹھ پتلی حکومت سے علیحدگی اختیار کرے۔ امارت اسلامی ان قابل قدر شخصیات کی ضمانت کے طور پر ان لوگوں کی جان ومال کی حفاظت اور ان کو مکمل طور معاف کرتی ہے بہ شرطیکہ وہ دوبارہ اس صف میں شامل نہ ہوں۔

◆◆◆

امارت افغان عوام کی ہمدرد ہے

حسن خیل

عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی روحانی قیادت میں طالبان کی اسلامی تحریک اور جدوجہد ایسے حالات میں شروع ہوئی، جب کسی کی جان محفوظ تھی اور نہ مال۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون تھا۔ ہر طاقت ور شخص کا اپنا آئین تھا۔ ملک کی تقسیم ہو چکی تھی۔ اُن حالات میں غیر ملکی قوتوں کا ایک ہی کام تھا کہ ظالم کی مدد اور پھر حالات کا تماشا! ان سخت اور ناساعد حالات میں دینی مدارس کے بااحساس اور بہادر نوجوان افغانستان کو ظلم وجبر کے اندھیروں سے نکالنے اور مثالی عدل وانصاف قائم کرنے میں اس لیے کامیاب ہوئے کہ ان کا ہدف عوام کو ظلم سے آزادی دلانا اور ظالموں کو مناسب سزا دینا تھا۔ جب افغانستان کے غیور عوام نے طالبان کے قول وعمل میں یکسانیت اور شریعت کی کرنیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں تو وہ طالبان کی حمایت میں جان ومال کی قربانی دینے لگے۔ عوام کی اسی حمایت کا نتیجہ تھا کہ طالبان بہت جلد ظلم اور فساد کی جڑیں نکال پھینکنے میں کامیاب ہو گئے۔ بہت کم عرصے میں وحشت اور سربریت کی فضا، امن وامان اور شریعت کی خوشبو سے معطر ہو گئی۔

جو لوگ ظلم وستم اور جرائم سے تائب ہوئے، امارت اسلامی نے محبت و شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے لیے عام معافی کا اعلان کیا۔ لیکن جو لوگ شر و فساد پھیلانے سے باز نہ آئے، امارت اسلامی نے ان کا آخر تک پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ افغانستان کا 95 فیصد علاقہ ان سے آزاد کروالیا۔ جب امریکی قیادت میں اتحادی ممالک نے افغانستان پر جارحیت کی تو افغانستان کے مجاہد عوام طاغوتی مظالم کے خلاف ڈٹ گئے۔ امارت اسلامی کو اس مشکل گھڑی میں تنہا نہیں چھوڑا، بلکہ انہوں نے مجاہدین کے لیے جان ومال کی قربانیاں بھی دیں۔ افغان عوام کی طالبان سے محبت کی وجہ صرف یہ تھی کہ عوام کو امارت کی قیادت اور حکومت میں عدل وانصاف نظر آتا تھا۔ یہ حقیقت ان کے سامنے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ امارت ملکی مفادات پر غیر ملکی قوتوں کے ساتھ کبھی سودے بازی کے لیے تیار نہیں ہوگی۔ امارت کو جب بھی احساس ہوا کہ عوام ظلم وجبر کے شکار ہیں تو وہ اپنی قوت کے مطابق مدد کے لیے حاضر ہوئی۔ امارت نے عوام کو انصاف مہیا کرنے کے لیے اپنی توانائیاں صرف کرنے سے کبھی گریز نہیں کیا۔ جس کا واضح ثبوت صوبہ زابل میں ان بے مہار ظالموں کے خلاف امارت اسلامیہ کا آپریشن ہے، جنھوں نے افغان عوام کو ماورائے عدالت یرغمال بنا کر اخلاق اور انسانی اقدار کی دھجیاں اڑادی تھیں۔ زابل میں ہونے والے ظلم وستم کے خلاف امارت کے حالیہ اقدام سے ثابت ہوتا ہے کہ مجاہدین بین الاقوامی طاغوت کے خلاف برسرپیکار ہونے کے ساتھ ملک میں ان قوتوں کے خلاف بھی موثر کاروائی کرتے ہیں، جو جہاد کا مقدس نام استعمال کر کے ناجائز فائدے اٹھاتے ہیں۔ وہ اپنی گمراہ کن سرگرمیوں کی وجہ سے مجاہدین کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ وہ افغان عوام پر جبر وستم کے پہاڑ توڑتے ہیں۔

اس آپریشن سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امارت کی رحم دل قیادت مظلوم عوام کے ساتھ کتنی ہمدردی اور محبت رکھتی ہے! ایک جانب جارحیت پسندوں کے خلاف مسلح جدوجہد سے عوام کی عزت وآبرو کی حفاظت کرتی ہے اور دوسری جانب اپنی صف کی وحدت پر بھرپور توجہ دیے ہوئے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ طالبان افغانستان سمیت تمام دنیا کے لیے رحمت، انصاف اور مثبت ترقی کا دوسرا نام ہیں۔

پیرس حملوں کے حقیقی عوامل

شہید زدی

14 نومبر 2015 کو فرانس کے دارالحکومت پیرس میں 6 اہم مقامات پر ہونے والے حملوں میں 150 افراد ہلاک اور تین سو زخمی ہو گئے۔ جن میں 80 افراد کی حالت تشویش ناک رہی۔ فرانس کی پولیس نے کہا کہ فٹ بال گراونڈ، تھیٹر اور ریسٹورنٹ سمیت حملہ آوروں نے 6 مقامات پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں اور دستی بموں سے حملے کیے۔ آخر میں 3 افراد نے خود سے بندھی بارودی واسکٹ اڑا دی، جس سے کافی تباہی پھیلی۔ گراونڈ میں فرانس اور جرمنی کے درمیان فٹ بال کا دوستانہ میچ جاری تھا۔ صدر فرانسو اولاند اور اس کی کابینہ کے چند وزراء بھی یہ کھیل دیکھنے آئے تھے، مگر حملہ آور گراونڈ کے اندر جانے میں ناکام رہے، اس لیے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے۔ حملوں کے بعد فرانس حکومت نے فوج طلب کر لی۔ ملک میں ایمرجنسی کا اعلان کیا، جو آگے تین ماہ تک جاری رہی ہے۔ فرانس کے صدر فرانسو اولاند نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے اس کا ذمہ دار داعش کو قرار دیا اور ان کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ حملہ آوروں کا تعلق جس سے بھی تھا، مگر داعش نے اعلان کیا کہ انہوں نے عظیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کا بدلہ لینے کے لیے یہ حملہ کیا ہے۔ مستقبل میں بھی دیگر مغربی ممالک میں ایسے حملے ہوں گے۔

ان حملوں کے بعد امریکا اور یورپ کے تقریبا تمام ممالک میں شدید خوف وہراس پھیل گیا اور مغرب نے اپنے تمام سکیورٹی اداروں کو سخت حفاظتی اقدامات اور تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ 8 حملہ آوروں نے ہر طرح کے عسکری وسائل سے لیس فوج اور پولیس کو اس حملے کی روک تھام میں ناکام کر دیا۔ پورے مغرب کی عسکری اور سیاسی پالیسیوں کی خامیاں دنیا پر واضح کر دیں۔ اپنے اہداف تک پہنچنے میں کامیاب رہے اور اسی کے نتیجے میں اتنی ہلاکتیں ہوئیں۔ ایسا لگتا ہے اس حملے کے لیے بہت باریکی سے پلان مرتب کیا گیا تھا اور بہت احتیاط سے اس پر عمل کیا گیا۔ مسلمان نوجوانوں نے فرانس کے جیسے ترقی یافتہ اور تمام تر عصری ٹیکنالوجی سے لیس ملک کی قوتوں کو اچھا خاصا ٹف ٹائم دیا تھا۔ بیک وقت مختلف مقامات پر ڈرامائی انداز میں بہت موثر طریقے سے حملہ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ وہ ہر ترقی یافتہ ملک میں اس طرح کے حملے کر سکتے ہیں۔ ان حملوں کا مقصد اپنی جرأت، بہادری، ڈسپلن، بہترین تربیت، کامیاب منصوبہ بندی، اہداف تک پہنچنے کے لیے قربانی کا جذبہ اور اپنے مقاصد میں دلچسپی دنیا کو دکھانا تھا۔ اور یہ ثابت کرنا کہ یورپی یونین کی سب سے بڑی اور طاقت ور تنظیم بھی ان کے راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ اگر حملے کا مقصد فرانس کو اسلام دشمنی اور مسلمانوں کے ساتھ ناروا سلوک سے روکنا ہے تو یہ ہدف جلد ملنے والا نہیں۔ فرانس کا شمار دنیا کے صفِ اول کے اسلام دشمن ممالک میں ہوتا ہے۔ یہ ان صلیبی ممالک میں سے ہے، جہاں اس طرح کے واقعات سے اسلامی دشمنی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ فرانس میں موجود مسلمانوں کے خلاف رویے اور قوانین میں مزید سختی آئے گی۔ یہ بات واضح ہے کہ یہ حملے پوری مغربی دنیا کے لیے غصے اور ناراضگی کا باعث ہوں گے۔ اسی لیے تو امریکا، برطانیہ، جرمنی اور کینیڈا سب جیسے یک زبان کہہ رہے ہیں کہ یہ حملہ صرف فرانس پر نہیں ہوا، ہم سب پر ہوا ہے۔ ہم فرانس کے ساتھ ہیں اور دہشتگردی کے خلاف جنگ جاری رکھیں گے۔

ان میں سے کسی نے بھی اس واقعے کے اصل عوامل اور محرکات کا ذکر نہیں کیا۔ یہیں سے ان کے برے ارادے واضح ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی

نے بھی یہ نہیں کہا کہ ان لوگوں نے اپنی جانیں کیوں اور کس مقصد کے لیے دیں؟

فرانس کے پوپ نے کہا کہ یہ حملے تیسری عالمی جنگ کا آغاز ہیں۔ پوپ کی یہ بات بہت قابل توجہ ہے۔ انہوں نے نہ صرف صلیبی جنگوں کی یاد تازہ کی، بلکہ امریکی جنگی جنون کی جانب بھی اشارہ کیا اور یہ بھی واضح کر دیا کہ ان تمام تر برے حالات میں مرکزیت اسرائیل کو حاصل ہوگی۔ مگر یہ واضح نہیں کیا کہ اس عالمی جنگ کے دو فریق کون کون ہوں گے؟ ان حملوں کے بعد امریکا اور دیگر مغربی ممالک میں مسلمانوں کے خلاف نفرت اور تعصب میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ تمام مسلمانوں کو مشکوک نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ پورے مغرب میں مساجد اور اسلامی مراکز کی شدید نگرانی کی جاتی ہے۔ دین دار مسلمانوں کے گھروں کی مسلسل تلاشی لی جاتی ہے۔ مجاہدین سے تعلق اور رابطے کے بہانے بہت سے مسلمان گرفتار کیے گئے ہیں۔ جس سے مغربی عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی جارہی ہے ان 18 افراد نے تمام مسلمانوں کی نمائندگی کی ہو اور پوری دنیا کے مسلمان اس واقعے میں برابر کے شریک ہیں۔

فرانس میں مسیحیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اسلام یہاں کا دوسرا بڑا مذہب ہے۔ یہاں 7 ملین مسلمان رہتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کا تعلق مراکش، الجیریا، تیونس اور دیگر ممالک سے ہے، جو کبھی فرانس کی نوآبادیاتی کالونی رہ چکے ہیں۔ فرانس یورپ کا وہ ملک ہے، جہاں اسلام بہت تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اس لیے دیگر مغربی ممالک مسلسل یہ اندیشہ ظاہر کر رہے ہیں کہ چند عشرے بعد یہ ملک اسلامی ملک بن جائے گا۔ متعصب مسیحی اسلام کی اشاعت کو روکنے کے لیے طرح طرح کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ خاکے بنانا اس سلسلے کی سب سے زیادہ اشتعال انگیز کڑی ہے۔ گزشتہ ایک دہائی سے مغربی دنیا کو اسلام فوبیا ہو گیا ہے۔ انہیں یقین ہو گیا ہے کہ اسلام ان کے کلچر کے لیے آہستہ آہستہ بڑا چیلنج بننے والا ہے۔ لہٰذا اگر اسلام کا راستہ نہ روکا گیا تو یہ پورے مغرب کو اپنے رنگ میں رنگ لے گا۔ اس لیے ہر وہ اقدام کیا جارہا ہے، جس سے اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کو نقصان پہنچے۔

ہمیں یہ بات تسلیم کرنا ہوگی کہ مغرب کا خوف بے جا بھی نہیں ہے، مگر بدقسمتی سے اس کو پھیلانے میں بہت مبالغے سے کام لیا جارہا ہے۔ جب کہ خوف پھیلانے والا طبقہ یہودی ہے، جو دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکا اور دیگر یورپی ممالک میں مسلمانوں سے تعداد میں زیادہ تھے، مگر جب دنیا کی دیگر خواتین کی طرح یہودی خواتین میں بھی بچے پیدا نہ کرنے یا کم بچے پیدا کرنے کا رجحان بڑھا ہے تو یہودیوں کی نسل آہستہ آہستہ کم ہورہی ہے۔ دوسری جانب یہودیت ایک غیر دعوتی مذہب ہے۔ یہودی ہندوؤں کی طرح کسی کو بھی یہودی بننے کی دعوت نہیں دیتے۔ وہ آدمی یہودی نہیں بن سکتا، جس کے ماں باپ یہودی نہ ہوں۔ اس کے برعکس امریکا اور یورپ میں مقیم مسلمان خاندانوں میں بچوں کی پیدائش زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام دعوت والا دین ہے، جو اسلام دشمنوں کی تمام کوششوں، سازشوں اور جھوٹے پروپیگنڈے کے باوجود بہت تیزی سے پھیل رہا ہے۔ بڑے پیمانے پر یہودیوں سمیت تمام غیر مسلم لوگ اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ عوامی آراء کا جائزہ لینے والے ادارے گیلپ سروے کی جانب سے 2008 میں شائع ہونے والے اعداد وشمار میں بتایا گیا تھا کہ اسلام دنیا میں سب سے زیادہ پھیلنے والا مذہب ہے۔ علاوہ ازیں یہ اعتراف بھی کیا گیا تھا کہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے والی تمام کوششیں ناکام ہوگئی ہیں۔ مغرب میں مقیم مسلمانوں کی نسلیں بڑھ رہی ہیں۔ غیر مسلم اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ مغرب میں ویسے بھی مسلمانوں کی نقل مکانی زیادہ تھی، شام کی جنگ کے بعد یہ سلسلہ مزید تیز ہو گیا ہے۔ مغربی میڈیا یہ جانتا ہے کہ مسلمان اپنے پیغمبر، اپنی کتاب اور اپنے دین سے محبت کی وجہ سے اپنی جانوں کی قربانی کو سعادت سمجھتے ہیں۔ اس لیے منفی پروپیگنڈے پر بس نہیں کیا، بلکہ مسلمانوں کے دلوں کو چھیدنے اور ان پر نمک چھڑکنے کے لیے اسلام، قرآن اور اسلام کے عظیم پیغمبر کی اہانت کا ایسا ناپاک سلسلہ شروع کر دیا، جس کا خاتمہ بظاہر نظر نہیں آرہا۔

فرانس کا چارلی ہیبڈو میگزین سب سے زیادہ اس مقصد کی خاطر استعمال ہوا ہے۔ اس میگزین نے 2006، 2011، 2013 اور 2014 میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کارٹون شائع کرکے مسلمانوں کی دل آزاری کی۔ جس کے خلاف اسلامی دنیا سے غم وغصے کے اظہار، ذمہ داران کو سزا سمیت میگزین بند کرنے کا مطالبہ کیا۔ مگر فرانس سمیت پورے مغرب نے تکبر سے کام

لیا اور مسلمانوں کے مطالبے پر کوئی توجہ نہیں دی۔ اس عمل سے میگزین کو پورے مغرب کی بھرپور خاموش حمایت ملی۔ اس نے اپنے عمل پر شرمندگی ظاہر کی اور نہ مسلمانوں سے معافی مانگی، بلکہ اس کام کو جاری رکھنے کا عزم ظاہر کیا۔ پھر بات میگزین کے دفتر پر فائرنگ اور بم دھماکوں تک پہنچی۔ 7 جنوری 2015 کو میگزین کے دفتر پر 3 مسلح فرانسیسی مسلمانوں نے حملہ کیا۔ حملے میں میگزین ایڈیٹر، کارٹونسٹ اور 2 اہل کاروں سمیت 12 اسلام دشمن فرانسیسی ہلاک ہوگئے۔ یہ حملہ گزشتہ 4 دہائیوں میں فرانس کی تاریخ میں سب سے بڑا اور خونی حملہ تھا۔ حملے کے وقت دفتر میں اجلاس جاری تھا اور ہلاک ہونے والے افراد اس لیے تھے کہ مستقبل قریب میں ایک بار پھر خاکوں کی اشاعت کا منصوبہ بنائیں۔ فرانس حکومت نے اعلان کیا کہ سکیورٹی اہل کاروں کی مسلسل تلاش کے نتیجے میں حملے کے دو روز بعد سعید اور شریف کو ڈھونڈ لیا گیا، جو مسلح مقابلے میں ہلاک شہید ہوگئے۔

مسلمان اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی خاطر جان، مال، اہل وعیال کی قربانی کو سعادت سمجھتے ہیں۔ فرانس مسلمانوں کی اپنے پیغمبر سے محبت، عقیدت اور احساسات سے خوب واقف ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ انسانیت کے عظیم رہنما اور مسلمانوں کی عظیم شخصیت کی اہانت کے جرم میں میگزین پر کلی طور پر پابندی لگائی جانی چاہیے تھی۔ تمام ممالک کو ہر مذہب کی شخصیات کی گستاخی کو قانونی جرم قرار دینا چاہیے تھا۔ مگر افسوس مغرب نے ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا، بلکہ جلتی پر تیل چھڑکا۔ امریکی صدر بارک اوباما سمیت مغرب کے سرکردہ افراد نے مسلمانوں کے جوابی حملے پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ سب نے اسے آزادیٔ اظہار رائے پر حملہ قرار دیا۔

مغرب کے انہی اقدامات کی وجہ سے مسلمانوں کے غم وغصے اور نفرت میں اضافہ ہوا۔ معروف فرانسیسی تجزیہ کار "وکٹوریہ فونٹین" نے واضح الفاظ میں اعتراف کیا ہے کہ جب تک فرانس امریکا کی سربراہی میں قائم اتحاد میں شامل ہو کر عراق، شام اور مشرق وسطیٰ کے ممالک کے مسائل کا حل جنگ میں تلاش کرے گا، فرانس پر حملے جاری رہیں گے۔ فرانس حکومت ان معاشرتی اور سیاسی عوامل سے کیوں صرف نظر کر رہا ہے، جن کی وجہ سے داعش کے جیسے گروہوں نے جنم لیا۔ اتحادیوں کی جانب سے پیش آنے والی جنگوں کے باعث لاکھوں انسان دربدر ہوگئے۔ ان دربدر لوگوں کے لیے دنیا کے کسی کونے میں کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔ ہمیں بھولنا نہیں چاہیے کہ مسلمان فرانس میں ہوں یا دیگر مغربی ممالک میں، یہ وہاں کے شہری ہیں۔ انہیں دوسرے درجے کے شہری کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ یورپ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کام کرنے والی تنظیموں کو انسانیت کے احترام کے قوانین کا پابند بنانا چاہیے۔ چارلی ہیبڈو کی جانب سے گستاخانہ خاکوں کی اشاعت نے تہذیبوں کے تصادم کے خطرے میں اضافہ کیا ہے۔ حفاظتی تدابیر کے نام پر بننے والے قوانین نے فرانس اور دیگر یورپی مسلمانوں کو اجنبیت کی جانب دھکیل دیا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرے میں مذہبوں کے درمیان ہم آہنگی ختم ہوگئی ہے۔

شام کے مسلمانوں پر مزید حملے اور فرانس میں مسلمانوں کے ساتھ امتیازی رویہ فرانس اور فرانسیسی عوام کے لیے نقصان دہ ہے۔ فرانس اور امریکا میں حالیہ حملوں اور حالات کو دیکھتے ہوئے ایسا لگتا ہے مغرب انسانی احترام کے مثبت نظریے کے بجائے اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی پر مبنی منفی سوچ پھیلانا چاہتا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ منفی اور ناروا سلوک منفی حالات پیدا کریں گے۔"

اس حساس دور میں مغربی عوام کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے جارحیت پسند اور مادہ پرست رہنماؤں کے خلاف آواز اٹھائیں۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نام سے اسلام دشمنی کی پالیسی کے برے انجام سے ڈرائیں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کے ممالک میں بھی امن ہوگا، وگرنہ مسلمانوں کے ردعمل کی لہریں مغرب کے ہر گاؤں اور ہر کوچے تک پہنچیں گی۔ مغرب اُن کی روک تھام کے لیے کوشش کرے گا، مگر تب کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

❖❖❖

مرحوم مولوی اللہ داد طیب

کی سوانح حیات

تحریر: عبدالروف حکمت

امارت اسلامیہ کے سابق وزیر اور روسی جارحیت کے خلاف جہاد کے دوران سرگرم اور فعال مجاہد رہنما ملاداداللہ طیب 15 صفر المظفر 1437ھ میں ملک سے باہر کینسر کی بیماری کے باعث انتقال کر گئے۔

مرحوم کا شمار امارت اسلامیہ کے اہم رہنماوں میں ہوتا تھا، وہ امارت کے دور حکومت میں چند سال تک وزیر رہے، وہ بہترین اخلاق اور عمدہ صفات کے باعث اچھی شہرت رکھتے تھے اس لئے ان کی وفات پر بہت سارے لوگوں کو دکھ ہوا، ذیل میں ان کے چند کارناموں کی مختصر سی تفصیل پیش خدمت ہے۔

پیدائش سے وفات تک:

ملااللہ دادطیب مولوی ولی محمد کے صاحبزادے اور سرفراز کے پوتے ہیں، پشتون قوم کاکڑ قبیلہ سے ان کا تعلق تھا، قندہار کے ضلع ارغنداب کے علاقے سردی کے باشندہ تھے۔

وہ ساٹھ سال قبل شاہ ولی کوٹ کے علاقے اچکزئی سوزنی میں مولوی ولی محمد کے ہاں پیدا ہوئے، اس وقت ان کے والد اس گاؤں کے پیش امام تھے، انہوں نے ابتدائی کتابیں اپنے والد محترم سے پڑھیں، اس کے بعد شاہ ولی کوٹ میں مولوی عبدالاحد کے دینی مدرسہ میں داخلہ لیا اور علم حاصل کرتے رہے، پندرہ سال کی عمر میں قندہار چلے گئے جہاں انہوں نے حافظ عبدالکریم کے مدرسہ میں حصول علم کا سلسلہ جاری رکھا، مولوی عبدالکریم جید عالم دین ہونے کے ساتھ مجاہد رہنما بھی تھے قندہار میں کمیونزم کے خلاف پہلی مسلح جنگ ان کی جانب سے شروع ہوئی اس لئے ملااللہ دادطیب پر بھی جہادی ماحول کا گہرا اثر پڑا، اور وہ بھی جہادی جذبے سے سرشار ہوئے۔

افغانستان میں کمونسٹ دور تسلط میں جب جنوبی اضلاع میں جہاد کا آغاز نہیں ہوا تھا لیکن ملک کے دیگر صوبوں میں جہادی سرگرمیاں شروع ہوئی تھیں، اس دوران حافظ عبدالکریم نے انہیں جہادی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لئے صوبہ ہرات بھیجا، ہرات میں ایک بڑی جہادی تحریک کے قیام میں انہوں نے صف اول کا کردار ادا کیا جس کے بعد وہ ایک حملے میں شدید زخمی ہوئے جنہیں علاج کے لئے ایران منتقل کیا گیا۔

ایران میں تین ماہ گزارنے کے بعد جب صحت یاب ہوئے تو واپس قندہار آئے، اس وقت قندہار کے ضلع ارغسان میں حافظ عبدالکریم کی قیادت میں مجاہدین کا ایک بڑا جہادی مرکز قائم ہوا تھا، ملااللہ داد اس جہادی مرکز میں شامل ہوگئے اور حافظ عبدالکریم کی قیادت میں دوبارہ جہاد کا آغاز کیا۔

قندہار کے سرحدی اضلاع میں روسی جارحیت کے خلاف جب جہادی کارروائیاں عروج پر پہنچیں تو حافظ عبدالکریم ضلع ارغنداب گئے اور ایک دن گل قلعہ کے علاقے میں ایک شدید جھڑپ میں جام شہادت نوش کر گئے، ملااللہ دادطیب بھی اس جھڑپ میں شریک تھے، اس کے بعد انہوں نے ملاشیرین کے محاذ میں اور پھر ملاعزیز اللہ کے محاذ میں فوجی کمانڈر کی حیثیت سے جہاد کو جاری رکھا۔

اس وقت ان کا مرکز ضلع ارغنداب میں تھا جبکہ ان کی کارروائیاں

قندہار۔ہرات قومی شاہراہ،قندہار شہر کے مضافات اور ضلع دامان میں ہورہی تھیں،مرحوم ملااللہ داد کے بھائی اور جہادی محاذ کے ساتھی ملاداد اللہ نے بتایا کہ ملااللہ داد نڈر اور دلیر مجاہد تھے،ایک بار انہوں نے تن تنہا ایک جھڑپ میں روس کے تین ٹینکوں کو تباہ کیا۔

روسی جارحیت کے خلاف جہاد کے دوران قندہار میں مجاہدین کے مسائل کے حل کے لئے چند ادارے قائم کئے گئے،ملااللہ داد کو ضلع ارغنداب محکمہ کا سربراہ مقرر کیا گیا انہوں نے چند سال تک مسلسل اخلاص اور محنت کے ساتھ خدمات انجام دیں،جب روسی افواج افغانستان سے نکل گئیں تو وہ تمام معاملات سے کنارہ کش ہو کر اپنے کاروبار میں معروف ہوگئے جب طالبان کی اسلامی تحریک ظہور پذیر ہوئی تو وہ بھی ایک مجاہد کی حیثیت سے دوبارہ قافلہ جہاد میں شامل ہوئے،پھر ایک عرصہ جیل میں بھی گزارا۔

امارت اسلامیہ میں خدمات:

ملااللہ داد طیب امارت اسلامیہ کے ابتدائی دور میں مرکزی شوری کے رکن تھے،اس کے بعد انہیں اقتصادی امور کی ذمہ داری بھی سونپی گئی،بعد ازاں قندہار میں ریونیو وزیر کی حیثیت سے خدمت جاری رکھا اور اس کے بعد صوبہ ہرات میں یہی خدمات انجام دیتے رہے۔

کابل کی فتح سے قبل ملااللہ داد طیب قندہار میں مواصلات کے مسئول کی حیثیت سے فرائض منصبی ادا کرتے رہے جب کابل فتح ہوا تو ان کو کابل میں وزارت مواصلات کا قلمدان دیا گیا اور وہ امریکی یلغار کے وقت اسی عہدے پر فائز رہے۔

انہوں نے جب کابل میں وزارت مواصلات کی ذمہ داری سنبھالی تو ملک بھر میں مواصلات کا نظام درہم برہم ہوچکا تھا،ٹیلیفون لائنیں کاٹ دی گئی تھیں اور تقریباً اس سسٹم کا 80 فیصد ناکارہ ہوچکا تھا۔

انہوں نے وزارت کا قلمدان سنبھالنے کے بعد ابتداء سے مواصلات کا نظام دوبارہ فعال بنانے پر کام شروع کیا،سب سے پہلے بڑے شہروں میں پی سیم اور ریڈیو کے اسٹوڈیو سسٹم فعال بنایا جب صوبوں کے درمیان رابطہ بحال ہوا تو کابل میں کائیکروویف کا پرانا سسٹم بحال کیا اسی طرح ننگرہار اور پشاور کے راستے سے دنیا کے ساتھ افغانستان کا رابطہ بحال کر دیا۔

چونکہ ملک میں خانہ جنگی کے باعث مواصلاتی نظام تباہی کا شکار ہوگیا تھا اور یہ سسٹم بہت پرانا بھی ہوچکا تھا اس کے پرزے بھی نہیں مل رہے تھے اس لئے مواصلات کے نظام میں نئی تبدیلی لانے کی ضرورت محسوس کی گئی اور نئے سسٹم کو فعال بنانے پر غور کیا گیا،اسی سلسلے میں تمام بڑے شہروں میں ڈیجیٹل ٹیلیفون سسٹم کو متعارف کروا دیا گیا اور ملک بھر میں عوام کو بہت جلد یہ سہولت فراہم کی گئی۔

اسی طرح مواصلاتی نظام کی مزید ترقی کے لئے سٹلائٹ ٹیلیفون کے آلات تقسیم کئے گئے اور دنیا کے ساتھ مواصلاتی رابطے بحال کر کے افغان عوام کو سہولت فراہم کی گئی،اس کے علاوہ اس وقت وزارت مواصلات کی یہ کوشش تھی کہ وہ ملک میں موبائل نیٹ ورک قائم کرے اس سلسلے میں وزیر مواصلات ملااللہ داد طیب نے ایک امریکی کمپنی کے ساتھ معاہدہ پر دستخط کیا اور ابتداء میں تین لاکھ موبائل سم تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور افغان بی سم کے نام سے ایک کمپنی کی جانب سے یہ نیٹ ورک قائم کرنے کا عمل شروع ہوا لیکن بدقسمتی سے امریکہ اور اقوام متحدہ کی جانب سے افغانستان پر اقتصادی پابندیاں عائد کی گئیں جس کے باعث طالبان کی جانب سے شروع کئے گئے دیگر منصوبوں کی طرح یہ منصوبہ بھی تعطل کا شکار رہا اور امریکی یلغار کے بعد جب اقتصادی پابندیاں ختم کی گئیں تو اسی نام سے وہی پرانے منصوبے پر دوبارہ کام شروع کیا گیا،مواصلات کا نیٹ ورک قائم کرنا افغانستان کی ترقی کی جانب اہم پیشرفت قرار دیا جاتا ہے جس کا کریڈٹ کرزئی حکومت کے وزیر مواصلات امیر زئی سنگین کو دیا جاتا ہے حالانکہ اس سلسلے میں بنیادی کردار اس ملک کے گمنام خادم مرحوم ملااللہ داد طیب نے ادا کیا تھا۔

ملااللہ داد طیب کی شخصیت اور زندگی کے آخری ایام:

افغانستان پر امریکی یلغار کے بعد وہ اپنے خاندان کے ساتھ پاکستان منتقل ہوئے،وہاں پر ہجرت کی خفیہ پرخطرات زندگی گزارنے کے دوران مجاہدین کے ساتھ بھی رابطے میں تھے اور حسب توفیق ان کی خدمت کرتے تھے۔

امریکی یلغار کے ابتدائی دور میں امارت اسلامیہ کے عہدیداروں اور مجاہدین پر عرصہ حیات تنگ کر کے ان کو گرفتار کرنے،شہید کرنے اور جیلوں میں ڈالنے کا سلسلہ شروع ہوا تھا،ان کے لئے ملک کے اندر اور باہر مشکلات سے بھرپور دور تھا،ملااللہ داد طیب نے بھی اس مشکل دور میں ملک سے باہر مشکل ترین

زندگی گزارنے کو ترجیح دی مگر امریکہ کو سرنڈر ہونے اوران کے زیر سایہ کام کرنے سے صاف انکار کردیا،ایک بار حامد کرزئی نے ٹیلیفون پر رابطہ قائم کر کے انہیں ملک واپس لوٹنے اور خدمت کرنے کا مشورہ دیا اور پرانی وزارت کا قلمدان واپس ان کے سپرد کرنے کی پیشکش کردی مگر ملااللہ داد طیب نے انہیں جواب دیا کہ آپ نے غلط اندازہ لگایا ہے ہم جہاد اس لئے نہیں کر رہے تھے کہ کفر کے سامنے سرجھکا کر وزارت اور منصب کے مراعات اور مفادات حاصل کریں ہم غلامی کی زندگی سے حریت کے ساتھ موت کو ترجیح دیتے ہیں ہم اسلامی نظام کے زیر سایہ ملک کے لئے خدمت کر رہے تھے طاغوتی قوتوں کے زیر سایہ منصب قبول کرنا ملک کے لئے خدمت نہیں بلکہ دین اور عوام کے ساتھ بڑی خیانت اور غداری ہے۔

ملااللہ داد طیب کچھ عرصہ بعد پاکستان نے گرفتار کیا 5 سال دوماہ کوئٹہ میں اور چودہ ماہ اسلام آباد میں قید رہے اس دوران چھ سال تک ان کا اپنے خاندان سے کوئی رابطہ نہیں ہوا اور نہ ان کی زندگی کے بارے میں کسی کو پتہ تھا۔

انہیں دوران حراست معدے کے کینسر کی بیماری لاحق ہوئی رہائی کے بعد انہوں نے علاج شروع کیا لیکن مفید نہ رہا،رہائی کے تین سال بعد 15 صفر المظفر 1437ھ میں جمعہ کی شب اللہ کو پیارے ہوگئے اور قندہار کے ضلع ارغنداب میں سپرد خاک کیا گیا۔

ملااللہ داد طیب کے بارے میں ان کے چھوٹے بھائی ملاداداللہ نے بتایا کہ وہ بہت متقی اور مجاہد انسان تھے،اللہ نے انہیں استعداد،ذہانت اوراچھے اخلاق کی صفات سے نوازا تھا وہ روسی فوجیوں اور کمونسٹوں کے ساتھ تین بار زخمی ہوئے،ایک بار صوبہ ہرات میں اور دوبار قندہار میں زخمی ہوئے،وہ دولت جمع کرنے کے خلاف تھے وہ روسی افواج کے خلاف جہاد کے دوران قندہار میں ملاعزیزاللہ محاذ کے کمانڈر تھے جب وہ یہ محاذ چھوڑ کر جارہے تھے تو تمام اسلحہ ان کے سپرد کر کے خالی ہاتھ چلے گئے اور اپنے محاذ کے سربراہ سے کہا کہ میں نے اللہ کی رضا کے لئے جہاد کیا میرے لئے اللہ کا اجر کافی ہے

امارت اسلامیہ کے سابق وزیر اور شعبہ اطلاعات کے مشیر مولوی سعد الدین سعید ملااللہ داد طیب کے قریبی دوست تھے انہوں نے ان کے بارے میں بتایا کہ ملااللہ داد مرحوم نیک اور عابد انسان تھے وہ کابل میں دوران وزارت اور پھر ہجرت کی زندگی کے دوران پانچ وقت مسجد میں نماز ادا کرنے کی پابندی کرتے تھے وہ گھر پر کبھی بھی فرض نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

وہ صبح سویرے اٹھتے تھے تہجد کی نماز پڑھتے تھے اور پھر نماز فجر تک اذکار میں معروف رہتے تھے اشراق کی نماز بھی ان کا معمول تھا اور سب سے بڑھ کر وہ غیبت اور بدگوئی سے بہت گریز کرتے تھے۔

ملااللہ داد طیب کی وفات کے متعلق امارت اسلامیہ افغانستان نے رسمی تعزیتی بیان جاری کیا جس کے مطابق: ایک افسوسناک خبر ملی کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے سابق وزیر مواصلات ملااللہ داد طیب کینسر کی بیماری کے باعث گزشتہ روز جمعہ کی شب وفات پاگئے اور اپنے آبائی گاوں قندہار میں سپرد خاک کیا گیا،اناللہ واناالیہ راجعون

امارت اسلامیہ ملااللہ داد طیب کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے،غم اوردکھ کی اس گھڑی میں ان کے خاندان اور پسماندگان کے ساتھ برابر شریک ہے اللہ تعالی مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے امین

امارت اسلامیہ افغانستان

۱۶/۲/۱۴۳۷ ھ ق

کابل حکومت کی جھوٹی سیاست

شکور شفق

سال دو ہزار پندرہ میں عزم آپریشن کے دوران مجاہدین نے اپنی تباہ کن کاروائیوں کے ذریعے کابل حکومت اور ان کے غیر ملکی آقاؤں کے اوسان خطا کر دیے تھے۔ ان کے حوصلے پست ہو چکے ہیں۔ بہت سے فوجی نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ مجاہدین کے پے در پے حملوں کی وجہ سے وہ مکمل طور پر شکست کھا چکے ہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ شکست کو کے لیے کچھ نعروں کی مدد سے مجاہدین کی صف میں دراڑ ڈال دی جائے۔ پروپیگنڈہ مہم میں ہمیشہ یہ راگ الاپا جاتا ہے کہ طالبان کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں طالبان نے فلاں جگہ عام شہریوں کو نشانہ بنایا ہے۔ کبھی طالبان کے دو گروہوں میں تقسیم ہونے کی خبریں دی جاتی ہیں۔ کبھی امارت اسلامیہ کے زعیم امیر المؤمنین حفظہ اللہ کے زخمی (اللہ نہ کرے) ہونے کی خبریں دی جاتی ہیں۔ کبھی کہتے ہیں طالبان اب جنگ سے بے زار ہو چکے ہیں۔ وہ اب کابل حکومت کے ساتھ مذاکرات پر آمادگی کا اظہار کر چکے ہیں۔ وغیرہ

حقیقت میں یہ پروپیگنڈہ ہے اور عنقریب دشمن کا مکروہ چہرہ دنیا کے سامنے عیاں ہونے والا ہے۔ امارت کی جہادی صف میں اختلاف یا اس کے دو گروہوں میں تقسیم ہونے کا میڈیا کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ صرف گنتی کے چند افراد کی ناراضگی سے اس تنظیم کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ امارت اسلامی کے زعیم عالی قدر امیر المؤمنین کے آڈیو پیغام سے میڈیا کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ جہاں تک امن مذاکرات کی بات ہے تو اس فورم پر امارت اسلامی کا موقف واضح ہے کہ ہم شرعی اصولوں کی روشنی میں شرعی نظام کے نفاذ اور جارحیت پسندوں کے مکمل انخلا تک سیاسی اور فوجی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں، لیکن اپنی اقدار پر کبھی سودے بازی نہیں کی جائے گی۔ مجموعی طور پر اس قسم کا بے بنیاد پروپیگنڈہ کابل کے تخت پر براجمان حکمرانوں کی ناکامی کی ایک مثال ہے، جو ان کی جھوٹی حکومت اور غیروں کے لیے خدمات کی نشان دہی کرتی ہے۔ اس قسم کے پروپیگنڈوں سے ان پر اعتماد کرنے والے ان کے وزراء اور سیکورٹی اہل کاروں کے حوصلے مزید پست ہوں گے۔

امارت نے جہادی اور صحافتی اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ اسلامی اور انسانی معاشرے میں اپنا وقار برقرار رکھا ہے۔ کئی بے بنیاد پروپیگنڈوں کے رد عمل میں خاموشی اختیار کی ہے۔ کبھی کبھار شدید ضرورت کے تحت ان پروپیگنڈوں کا جواب بھی دیا جا چکا ہے۔ راہِ جہاد میں مشکلات کا آنا فطری بات ہے۔ امارت اسلامی اس قسم کی مشکلات اور مسائل کے لیے موزوں ترین حل تلاش کرتی ہے۔ لیکن کابل ادارے کے جھوٹے پروپیگنڈوں سے ظاہر ہوتا ہے مجاہدین نے ان کے اوسان خطا کر دیے ہیں۔ وہ نفسیاتی مریض بن چکے ہیں۔ اپنے شکست خوردہ ادارے کو منظم کرنے سے قاصر ہیں۔ قوم اور دنیا سے اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کے لیے ہمیشہ اس قسم کے جھوٹے پروپیگنڈوں کا سہارا لیتے ہیں، جس سے وہ اپنی حکومت کو عوام کے غیظ وغضب سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم کابل ادارے کی اس پروپیگنڈہ مہم کو ان کے مغربی آقاؤں کی آخری ہچکی سمجھتے ہیں۔ ہم اللہ تعالی پر بھروسہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک دن ضرور یہ جھوٹے چہرے شرعی عدالت میں گھسیٹ لیے جائیں گے۔

ان شاء اللہ

عوام طالبان کو نجات دہندہ سمجھتے ہیں

ڈاکٹر عمر

طالبان تحریک کا آغاز ہی شر و فساد کے خاتمے کے لیے کیا گیا تھا۔ اب جارحیت، فساد اور فتنے کے خاتمے کی ذمہ داری بھی ان کے ذمے ہے۔ طالبان ایک جانب جارحیت پسندوں اور ان کے کٹھ پتلی اداروں کے ساتھ غیر متوازن جنگ میں مشغول ہیں، دوسری طرف اغوا کاروں، فتنہ گروں اور باغی عناصر کے خلاف بھی مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے۔ طالبان کے نئے امیر کی تقرری کے بعد ان کی مخالفت کا نیا محاذ کھول دیا گیا ہے۔ طالبان کے نئے مخالفین کی توجہ ابھی تک اعصابی اور پروپیگنڈا جنگ پر ہے۔ مثلاً وہ طالبان کی جنگ کو غیروں کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ قیادت پر الزامات لگاتے ہیں اور طالبان کے درمیان بے اتفاقی اور بد اعتمادی کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے طالبان کے سابق امیر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ انہیں جذباتی اور خود پسند قرار دیتے اور ایک خاص قوم سے منسوب کرتے تھے۔ مگر انہوں نے میڈیا پر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ کیوں کہ انہیں ایک وقت کا انتظار تھا۔ جب ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کی خبر پھیل گئی تو آستین کے یہ سانپ باہر آ گئے اور جارحیت پسندوں کی ہاں میں ہاں ملا کر جہاد کو بدنام اور اس متحد صف کو توڑنے کی کوشش کرنے لگے۔

مختلف علاقوں میں جارحیت پسندوں اور کابل حکومت کی جانب سے داعش کے نام سے مسلح گروپوں، چوروں اور ڈاکوؤں کے ساتھ ہونے والا اسلحہ اور مالیاتی تعاون کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس کے مضبوط شواہد موجود ہیں کہ حکومت نے ان مسلح گروپوں کو گاڑیاں بھر بھر کے اسلحہ دیا ہے۔ کابل حکومت جو الزامات جہادی مزاحمت پر لگا رہی تھی، بعینہ وہی الزامات اب داعش کے مسلح گروپ، چوروں اور ڈاکوؤں کی جانب سے مجاہدین پر لگائے جا رہے ہیں۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اس طرح کے الزامات کو کابل اور مغربی میڈیا بہت اہمیت دے رہا ہے۔ دشمن جہادی مزاحمت کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اس لیے مختلف طریقوں سے کوشش کرتا ہے کہ طالبان کے درمیان اختلاف ڈال دے۔ متعدد گروپ اور الگ الگ رہنما پیدا کر کے اسلامی اور قومی نجات دہندہ قوت کو بحران کا شکار کر دیا جائے۔

صف کا اتحاد نہ صرف طالبان، بلکہ پوری امت کے لیے مفید اور زندگی موت کا مسئلہ ہے۔ طالبان کو نقصان پہنچانے کی کوششوں میں مصروف بدقماشوں کے خلاف وسیع بنیادوں پر آپریشن کی ضرورت ہے۔ اس حقیقت کا انکار ممکن نہیں کہ عوام طالبان کو ایک نجات دہندہ قوت سمجھتے ہیں۔ طالبان کے دشمنوں نے اس کے لیے بہت زیادہ پروپیگنڈا بھی کیا کہ طالبان کو غیروں کے ساتھ نتھی کر دیا جائے۔ مگر عوام دیکھ رہے ہیں کہ ان کے جان و مال اور عزتوں کا تحفظ کرنے والی ذمہ دار طاقت امارت اسلامیہ ہے۔ اسی لیے عوام نے شدید دباؤ میں بھی طالبان کے تعاون سے ہاتھ نہیں کھینچا۔

★★★

سنگین جہادی تاریخ کا شاہکار

قاری سعید احمد

امارت اسلامیہ کے سرفروش مجاہدین نے بدھ کے روز صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین کو فتح کرکے سفید پرچم لہرا دیا۔ امریکی یلغار کی چودہ سالہ تاریخ میں پہلی بار اس ضلع پر مجاہدین نے مکمل کنٹرول حاصل کرکے یہاں سے شر و فساد کا صفایا کر دیا۔ ضلع سنگین کی فتح کے بعد میڈیا میں اس پر نئی بحث چھڑ گئی ہے۔ مبصرین کا اس حوالے سے اظہار خیال اپنی جگہ، لیکن سنگین کی فتح کے پس پردہ چودہ سالہ تاریخ کی شہادتیں، قربانیاں اور جہادی کاروائیاں ہیں۔ سنگین کی فتح ایک دن کی کاروائی نہیں اور نہ ہی اتنی معمولی خبر ہے کہ ریڈیو اور ٹی وی چینلوں پر مبصرین اس کے اسباب اور تاریخ پر بے معنی تبصرے کریں۔ اس فتح کے پیچھے چودہ سالہ تاریخ کی لمبی داستان پڑی ہے۔ یہ فتح بڑی قربانیوں کے بعد حاصل کی گئی ہے۔ سنگین میں صرف افغان فورسز فرار نہیں ہوئیں، بلکہ یہاں برطانیہ، امریکا اور دیگر ممالک کی افواج بھی عبرت ناک شکست سے دوچار ہوگئیں ہیں۔

سنگین سے واقفیت:

جب 2007ء میں برطانوی فوج سنگین جنگ میں پھنس گئے اور بری طرح مار پڑی تو بی بی سی نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ ایک ہفتے میں سنگین میں دس برطانوی فوجی مارے گئے ہیں۔ اس واقعے کے بعد ہلمند میں تعینات برطانوی کمانڈر جنرل ریڈ بٹر نے ایک انٹرویو دیا، جس میں وہ سنگین کی جنگ سے دل برداشتہ تھے۔ لیکن ساتھ ہی غرور سے دعوی کیا کہ ”میں ایک فوجی کی حیثیت سے یقین رکھتا ہوں کہ سنگین میں میوند کی تاریخ نہیں دہرائی جائے گی۔ یعنی افغانوں کے ہاتھوں برطانوی فوج شکست نہیں کھائیں گے۔“ تاریخ نے اس کا دعوی غلط ثابت کر دیا۔ سنگین سے برطانوی فوج ماضی سے بھی زیادہ ذلت آمیز شکست سے دوچار ہو کر فرار ہوگئے۔

انتخابات کے موقع پر کلہاڑی ہاتھ میں:

ملا روح الامین سنگین کے باشندے تھے اور وہ 2009 میں روزگان کے جہادی مسئول تھے۔ انہوں نے سنگین کے قلعہ ساروان کی ایک جنگی داستان بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک دن قلعہ ساروان میں بہت سارے مجاہدین موجود تھے۔ اس دوران اطلاع ملی کہ ضلع کجکی کی جانب سے دشمن کا ایک کانوائے آ رہا ہے۔ ہم نے انتظار کیا۔ کچھ دیر بعد 32 ٹینکوں اور فوجی گاڑیوں پر مشتمل ایک بڑا قافلہ قلعہ ساروان میں داخل ہوا، جس میں امریکی ٹینک بھی شامل تھے۔ قلعے سے نکلنے کے تین راستے ہیں، جن میں ایک سرو پوزہ، دوسرا اسنگیا نوندی اور تیسرا بابا فقیر کا ہے۔ مجاہدین نے مقامی لوگوں سے بھی تعاون طلب کیا اور تینوں راستوں کو بند کرکے دشمن پر حملہ کر دیا۔ اس دوران مقامی لوگ بھی بڑی تعداد میں اسلحہ سے لیس ہو کر نکل آئے۔ میں نے ایک خاتون کو دیکھا، جو پستول سے برطانوی فوجیوں پر فائرنگ کر رہی تھی۔ ایک بچے کو دیکھا، جس کے ہاتھ میں کلہاڑی تھی اور میدان جنگ کی طرف دوڑ رہا تھا۔ ایک بوڑھے کو دیکھا جو پرانی بندوق سے انگریز فوج پر فائرنگ کر رہا تھا۔ اس تابڑ توڑ حملے کے بعد دشمن کے فوجی حواس باختہ ہوگئے۔ وہ ٹینک اور فوجی گاڑیاں چھوڑ کر قریبی پہاڑ کی طرف بھاگ رہے تھے۔ پیچھے سے مجاہدین ان کو نشانہ بنا رہے تھے۔ کانوائے میں صرف دو گاڑیاں سنگین کی جانب فرار ہوسکیں۔ باقی گاڑیوں پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا، جن میں 28 ٹینکوں اور گاڑیوں کو جزوی نقصان بھی نہیں پہنچا تھا۔ اسی طرح ان سے بھاری مقدار میں اسلحہ بھی مجاہدین کے ہاتھ لگا، جس میں چار بڑی توپیں شامل تھیں۔ مجاہدین نے اطمینان کے ساتھ اسلحہ اور فوجی گاڑیاں محفوظ مقام کی طرف منتقل کر لیا۔ دشمن نے عصر کے وقت تقریبا تیس ہیلی کاپٹروں کے ساتھ چھاپہ مارا اور مجاہدین کے خلاف کاروائی کرنے کے بجائے اپنے مردہ فوجیوں کی لاشیں اور پہاڑ میں پناہ لینے والے فوجیوں کو اٹھا کر واپس چلے گئے۔

ملا عبیدالرحمن کی داستان:

25 سالہ نوجوان ملا عبیدالرحمن مشہور کمانڈر ملا اختر محمد عثمانی کے

بھانجے ہیں۔ 10 مئی 2010ء میں ان کے ساتھ میری ملاقات ہوئی۔ وہ تب سنگین کے ایک جہادی محاذ کے سربراہ تھے۔ انہوں نے سنگین کی صورت حال سے متعلق آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ گریشک کی حدود سے سنگین کی ندی تک بہت کم علاقہ ہے۔ دشمن نے اپنے دفاع کے لیے تقریباً تیس چیک پوسٹیں بنائی ہوئی ہیں، جن میں بیرونی اور افغان فوجی تعینات ہیں۔ اسی طرح انہوں نے سنگین بازار اور مجید چوک کے مضافات میں بھی بڑے بڑے فوجی اڈے تعمیر کیے ہیں، جن میں فوجیوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ سنگین میں دشمن کی یہ کوشش ہے کہ وہ صرف گجی شاہراہ کو پرامن رکھے۔ اس لیے وہ اس شاہراہ کے امن پر بھرپور قوت صرف کر رہا ہے اور سنگین کے باقی تمام علاقوں پر مجاہدین کا کنٹرول ہے۔

اگر دشمن کے اہل کار فوجی اڈوں اور چیک پوسٹوں سے پیدل گشت کے لیے یا کانوائے کی شکل میں نکلتے ہیں تو وہ مجاہدین کے نصب کیے گئے ریموٹ کنٹرول بموں کے ذریعے موت کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ اگر بم نصب نہ کیے گئے ہوں تو مجاہدین کے گوریلا گروپ انہیں راکٹ حملوں اور بھاری ہتھیاروں سے نشانہ بناتے ہیں۔ کبھی دشمن سے حاصل کیے گئے اسلحے سے انہیں نشانہ بناتے ہیں۔ کچھ اہل کار نشانہ بنتے ہیں تو باقی واپس بھاگنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ سنگین سے گزرنے والی شاہراہ پر چیک پوسٹیں اتنی قریب بنائی گئی ہیں کہ وہاں تعینات اہل کار ایک دوسرے کی آواز سن سکتے ہیں، مگر وہ پھر بھی ایک چیک پوسٹ سے دوسری چیک پوسٹ تک پیدل آمدورفت سے گریز کرتے ہیں۔ مجید چوک میں دشمن کے فوجی اڈے کے آس پاس گھروں میں مجاہدین رہتے ہیں۔ مجاہدین ان گھروں کی دیواروں میں چھوٹے چھوٹے سوراخوں کے ذریعے فوجی اڈے کے اندر اہل کاروں کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً دوربین والی بندوق سے نشانہ بناتے ہیں۔ اس طرح مجاہدین نے فوجی اڈے کے اندر کئی بار اہل کاروں کو ہلاک کیا ہے۔ سنگین میں دشمن کا انٹیلی جنس شعبہ بہت کمزور ہے۔ وہ فوجی اڈوں سے چھوٹے چھوٹے جاسوس طیاروں کے ذریعے مجاہدین کی نقل و حرکت معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن مجاہدین انہیں درازکوف مشین سے نشانہ بنا کر مار گراتے ہیں۔ اب تک مجاہدین نے 12 جاسوس طیاروں کو مار گرایا ہے۔ اسی طرح گزشتہ ڈیڑھ مہینے کے دوران مجاہدین نے دشمن کے 35 ٹینکوں کو ریموٹ کنٹرول بموں اور راکٹ حملوں کے ذریعے نشانہ بنایا ہے۔

بم ڈھونڈنے والے ربوٹ پر حملہ:

ملا عبید الرحمن نے ایک عجیب کہانی سنائی۔ سنگین کے علاقے 'جوشالی' میں سڑک کنارے امریکی اور برطانوی فوجیوں کا بڑا فوجی اڈہ تھا، جس میں وہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے تھے۔ وہ اس اڈے سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ جب کبھی اڈے سے نکلتے تو ان پر جان لیوا ریموٹ کنٹرول بم دھماکے ہوتے۔ ان کی ہلاکتوں کی بڑی وجہ بھی بم دھماکے تھے، جس سے وہ بہت خوفزدہ اور بےزار ہو چکے تھے۔ امریکی فوج نے سنگین میں ہائی ٹیکنالوجی سے لیس بم ڈیوائس ڈھونڈنے والا جدید ربوٹ استعمال کیا، جو نہ صرف بم کی نشان دہی کرتا تھا، بلکہ اسے ناکارہ بنانے کی صلاحیت بھی رکھتا تھا۔ جس میں جدید طرز کے کیمرے نصب تھے۔ یہ ربوٹ جدید مانیٹرنگ مشین کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا تھا۔ وہ ابتدا اس کوشش میں کسی حد تک کامیاب ہو گئے تھے۔ جب کہ دوسری طرف مجاہدین اس ربوٹ سے تنگ آگئے۔ انہوں نے ایک دن حکمت عملی بنائی۔ دو مجاہدین موٹرسائیکل پر جا کر سڑک کنارے ایک جگہ چھپ گئے۔ جب ربوٹ ان کے قریب پہنچا تو ایک مجاہد نے اس پر دھاوا بول دیا۔ اور اسے اپنی چادر میں چھپا کر اپنے ٹھکانے تک صحیح سلامت پہنچ گئے۔ ایک عرصے تک اس ربوٹ سے آوازیں نکلتی رہیں، لیکن ایمانی قوت کے سامنے جدید ٹیکنالوجی کی کیا حیثیت ہے۔ وہ صرف ایک لوہا ہے اور بس۔

گمنام جانثار ساتھی:

سنگین میں بہت سے سرفروش اور جانثار ساتھیوں نے لازوال قربانیاں دی ہیں۔ کسی کو وہ جانثار یاد ہوں گے، کسی کو نہیں۔ لیکن میرے ذہن میں ایک بوڑھا آ رہا ہے۔ اس نے قلعہ ساروان کے الکوزو گاؤں میں ایک امریکی جنرل کے سر پر پتھر سے حملہ کر کے اسے وہیں ڈھیر کر دیا۔ لیکن وہ بوڑھا دوسرے امریکیوں کی فائرنگ سے شہید کر دیا گیا۔ چند دن بعد ایک جلات خان نامی نوجوان نے ایمانی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سنگین بازار میں دو امریکی فوجیوں کو چاقو سے وار کر کے زخمی کر دیا۔

مؤثر حکمت عملی:

2010ء میں امریکی اور برطانوی فوجیوں نے سنگین کے تمام علاقوں پر اپنا کنٹرول قائم کر لیا۔ ہر گاؤں میں مضبوط فوجی اڈے اور چیک پوسٹیں بنائیں۔ جس پر مجاہدین نے گوریلا جنگ شروع کر دی۔ تب امریکیوں کے خلاف برسرپیکار مجاہدین نت نئے طریقے ایجاد کر رہے تھے۔ ہلمند کے ایک جہادی مسئول ملا محمد داؤد مزمل نے بتایا کہ ایک گاؤں کے قریب امریکیوں نے فوجی اڈے بنائے۔ جن پر برج بھی بنائے گئے۔ رات کے وقت جاسوس طیارے پرواز کرتے۔ مجاہدین ان اڈوں کے

قریب بم نصب نہیں کر سکتے تھے۔ ان چیک پوسٹوں کے درمیان شہتوت کے چند درختوں کے سائے میں امریکی فوجی بیٹھتے تھے۔ ایک دن مجاہدین سادہ کپڑوں میں شہتوت کے بہانے وہاں گئے اور اپنے ساتھ چھوٹے بم بھی لے گئے۔ ایک مجاہد درخت پر چڑھ گیا۔ باقی مجاہدین چادر پکڑ کر اس درخت کے نیچے کھڑے ہوگئے۔ دو مجاہدین اس چادر کے نیچے زمین میں چھوٹے بم نصب کرنے لگے۔ قریب واقع فوجی اڈے کے اوپر برج سے امریکی فوجی دیکھ رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ "عام آدمی" ہوں گے اور شہتوت لینے آئے ہیں۔ مجاہدین بھی شہتوت کھانے میں مصروف تھے۔ جب مجاہدین بم نصب کرنے کے بعد وہاں سے چلے گئے۔ کچھ دیر بعد امریکی فوجی اس درخت کے نیچے جمع ہوگئے اور گپ شپ کرنے لگے۔ ایک مجاہد نے ریموٹ کنٹرول کا بٹن دبا دیا، جس سے سب کے پرخچے اڑ گئے۔ سب موقع پر ہلاک ہوگئے۔

پہلی جنگ عظیم کی حکمت عملی:

امریکی فوجیوں نے قلعہ ساروان اور سنگین کے دوسرے علاقوں میں پرائیوٹ ملیشیا تشکیل دینے کا منصوبہ بنایا۔ قلعہ ساروان میں سیکڑوں پرائیوٹ ملیشیا کے اہل کاروں کو تعینات کرکے نیشنل آرمی اور پولیس کے لیے مضبوط فوجی اڈے تعمیر کیے۔ جب وہ قیام امن کے حوالے سے مطمئن ہوگئے تو وہ اس ضلع کے تمام علاقوں سے نکل گئے۔ طالبان نے 19 مئی 2013ء میں سنگین میں دوبارہ لڑائی کاروائیوں کا آغاز کر دیا۔ اس دن سیکڑوں مسلح مجاہدین نے قلعہ ساروان امریکی ملیشیا کے اہل کاروں اور چیک پوسٹوں پر تابڑتوڑ حملے شروع کر دیے۔ اس جھڑپ میں مجاہدین نے بڑی آسانی کے ساتھ جرائم پیشہ اہل کاروں اور افغان آرمی کی چیک پوسٹوں کو فتح کرکے ان پر سفید پرچم لہرا دیا۔ تاہم ان فوجی اڈوں کو فتح کرنا مشکل و دشوار کام تھا، جو امریکی فوجیوں نے بہت مضبوط بنائے تھے۔ اب ان میں افغان فوجی تعینات تھے۔ طالبان نے ان کے بارے میں ایسی حکمت عملی بنائی، جس نے امریکا کو سو سال قبل فرانس کا واقعہ یاد دلا دیا۔

ہلمند کے ایک جہادی مسئول کے مطابق مجاہدین نے ڈیڑھ سو میٹر دور فاصلے سے ان اڈوں کے زیرزمین کھدائی کا کام شروع کیا، جو یقیناً بہت مشکل اور دشوار تھا، لیکن اللہ کے فضل سے کام مکمل ہوا تو مجاہدین نے فوجی اڈوں کے زیرزمین تقریباً 1200 کلو گرام بارودی مواد نصب کر دیا۔ اوپر سے قلعہ ساروان پر حملہ شروع کر دیا۔ اس دوران تمام فوجی اہل کار بچاؤ کے لیے فوجی اڈوں کی طرف فرار ہونے لگے۔ جب تمام فوجی وہاں جمع ہوگئے تو مجاہدین نے سرنگ میں نصب بارودی مواد کو ایک دھماکے سے اڑا دیا، جس سے اڈے کی عمارت تباہ ہوگئی۔ وہاں موجود تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔ صرف ایک برج محفوظ رہ گیا، جس میں شاید کوئی اہل کار زندہ رہ گیا ہو۔ باقی تمام اہل کار موقع پر ہی ہلاک ہوگئے۔ اس واقعہ سے دشمن بوکھلاہٹ کا شکار ہوگیا اور وہ حواس کھو بیٹھا۔

اس کے بعد کی صورت حال:

ہلمند کے جہادی مسئول مولوی عبدالمنان اخندزادہ سنگین کی اسٹریٹیجک اہمیت جانتے تھے۔ اس لیے وہ اس ضلع پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ ان کی قیادت میں مجاہدین نے بہ تدریج پیش قدمی جاری رکھی اور قلعہ ساروان پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا۔ اس کے بعد نگی کا راستہ بند کر دیا۔ بعد ازاں گریشک اور سنگین کے درمیان واقع چیک پوسٹوں پر کنٹرول حاصل کیا، جس کے بعد سنگین میں تعینات فوجی اہل کار محصور ہوگئے۔ طالبان کی پیش قدمی روکنے کے لیے کابل انتظامیہ نے رواں سال ماہ فروری میں ذوالفقار نامی آپریشن کیا۔ ہلمند بازار کو جلا دیا۔ گریشک اور سنگین کے درمیان تقریباً پندرہ سو گھروں اور باغات کو منہدم کر دیا۔ حکومت کے ان ظالمانہ اقدامات کے خلاف عوام میں سخت اشتعال پیدا ہوا اور حکومت کے خلاف نفرت میں مزید اضافہ ہوا۔ اللہ کی مدد اور عوام کے تعاون سے مجاہدین نے ضلع سنگین پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا۔

سنگین کی فتح اور مجموعی طور پر صوبہ ہلمند کے حالات سے کابل انتظامیہ بالکل بے خبر ہے۔ اپنی ناکامیوں پر چشم پوشی اختیار کر رہی ہے۔ سنگین کی فتح کے بعد بی بی سی کے نامہ نگار نے وزیر دفاع معصوم ستانکزئی سے ہلمند کی صورت حال کے بارے میں پوچھا تو ان کا جواب تھا کہ حالات بالکل ٹھیک اور نارمل ہیں۔ ہلمند میں طالبان کی پیش رفت کے محض دعوے کیے جا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ جھوٹ ہے۔ طالبان نے کسی ضلع پر بھی قبضہ نہیں کیا ہے۔ صرف ضلع باغران میں برامچہ کے علاقہ پر طالبان نے اپنا تسلط قائم کیا ہے۔

ضلع باغران میں برامچہ؟؟ یہ ایسے ہے جیسے یہ کہا جائے کہ طالبان نے صوبہ نیمروز میں صرف ضلع وردج پر قبضہ کیا ہے۔ کہاں نیمروز اور کہاں وردج؟ کیوں کہ باغران ہلمند کے شمال میں واقع ہے، جب کہ برامچہ جنوب میں واقع ہے۔ جناب وزیر دفاع، جو ہلمند کے جغرافیے سے بالکل واقف نہیں ہیں۔ اگر وہ اپنی دانست میں ضلع نوزاد، ضلع موسیٰ قلعہ، ضلع خانشین، دیشو، باغران، بغنی اور سنگین پر طالبان کے قبضے کا انکار کریں گے تو انہیں ملامت نہیں کی جا سکتی!

مذاکرات اور اصل حقائق

تحریر: ابو ظہیر

استعماری قوتیں ایک منصوبے کے تحت مذاکرات اور مصالحت کا پروپیگنڈہ کر رہی ہیں اور اپنے اہداف کی تکمیل کے لئے نئی سازشیں تیار کر رہی ہیں۔

بلاشبہ صلح نیک کام اور خیر ہے، ہماری مظلوم ملت کی شدید ضرورت اور بہت بڑی شرعی وتاریخی ذمہ داری ہے۔ لیکن بدقسمتی سے استعماری قوتوں کی مصالحت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، افغانستان کی گزشتہ چودہ سالہ خونریز تاریخ ہمارے سامنے ہے، مصالحت کا ڈھونگ رچانے والوں نے ہمیشہ اس نام پر ہماری قوم کا استحصال کیا ہے، بڑی دلیری سے ہم سے خودمختاری، ترقی اور امن کا حق چھینا گیا ہے۔

آج ایک بار پھر مذاکرات اور صلح کے نام پر افغان مجاہد عوام کی تحریک آزادی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں، مذاکرات اور مصالحت پروپیگنڈے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

امریکہ نے اپنی پوری قوت کے ساتھ افغانستان پر یلغار کرنے کے بعد چودہ برس تک کشت وخون کا کھیل کھیلا لیکن مجاہدین نے ان خونخوار قوتوں کو عبرتناک شکست کا درس دیا، اللہ کی نصرت سے مجاہدین کامیاب ہو رہے ہیں، افغان مجاہد عوام نے اپنے اسلاف کی تاریخ دہراتے ہوئے سپرپاور کو شکست دینے کی تاریخ رقم کر دی، امریکہ کی قیادت میں نیٹو افواج کے حوصلے پست ہوگئے، اس لئے وہ جعلی مذاکرات اور نام نہاد مصالحت کا پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔

لیکن عوام باشعور ہو چکے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ امریکہ کبھی بھی صلح کی حمایت نہیں کرے گا اور نہ ہی وہ بخوشی افغانستان چھوڑ کر جائے گا، اگر واقعی وہ صلح کا حامی ہے تو پھر مذاکرات کے لئے اعتماد کی فضا قائم کرنے سے کیوں گریزاں ہے، پھر مذاکرات کی راہ میں حائل رکاوٹوں کے اسباب کی نشاندہی کیوں نہیں کر رہا، مذاکرات اور صلح کی راہ میں رکاوٹ غیر ملکی افواج کے انخلاء کا سبب کیوں دور نہیں کر رہا؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مذاکرات اور صلح کے حق میں نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ اب امریکہ اور امارت اسلامیہ کے درمیان اعتماد کی فضا خراب ہے، فریقین کی جانب سے شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں، ایک جانب امریکہ نے 2016 تک بارہ ہزار فوجیوں کو تعینات کرنے کا فیصلہ کیا ہے، جنگ میں شدت لانے کے لئے مختلف منصوبے بنا رہا ہے، جنگ کے لئے مختلف گروہوں کو بنانے کی سازش کر رہا ہے، افغان عوام کے قتل عام اور نسل کشی سے باز نہیں آرہا اور دوسری جانب مذاکرات اور صلح کے لئے راہ ہموار کرنے کی کوشش بھی کر رہا ہے، جو کھلا تضاد ہے۔

مبصرین کے مطابق مذاکرات اور صلح کے لئے پہلے اعتماد کی فضا قائم کرنے کی ضرورت ہے، امریکہ اور نیٹو غیر مشروط طور پر افغانستان پر قبضہ ختم کر کے اپنے فوجیوں کو نکال دیں، افغان عوام کو اپنے مستقبل کے تعین کے بارے میں خودمختاری دی جائے، تمام جرائم پیشہ گروہوں کی سرپرستی سے اجتناب کیا جائے تب مذاکرات کے لئے سازگار ماحول بننے میں مدد ملے گی۔

جب تک افغانستان سے غیر ملکی افواج کا انخلاء نہیں ہوگا تب تک مذاکرات اور صلح کی کوشش لاحاصل رہے گی نہ افغان عوام کے لئے یہ کوشش قابل قبول ہوگی اور نہ ہی مجاہدین کے لئے باعث اطمینان ہوگا، ہر افغان شہری آج یہ سوچتا ہے کہ افغانستان کے مسائل اور مشکلات کا بنیادی سبب امریکی یلغار ہے، امریکی افواج کی موجودگی میں نہ افغانستان میں امن قائم ہو سکتا ہے اور نہ ہی خطے میں پائیدار استحکام آسکتا ہے، دنیا کے وسائل پر قبضہ کرنے کے لئے امریکہ نے ہر جگہ جنگ مسلط کر رکھی ہے، وہ اپنے مفادات کے لئے جنگ کو طول اور شیطانی منصوبوں کا جال بچھا رہا ہے۔

مذاکرات کے حوالے سے کابل کی نام نہاد حکومت کا کردار سب کے سامنے ہے، اس حکومت میں شامل تمام لوگ امریکہ کے تنخواہ دار مزدور جمع ہو چکے ہیں، وہ خودمختار ہیں اور نہ ہی وہ کوئی نظریہ رکھتے ہیں، وہ ڈالر کے حصول کے لئے ملک کی آزادی کو داؤ پر لگا کر امریکہ کے مفادات کے لئے استعمال ہو رہے ہیں، وہ افغان عوام کے نمائندے اور ترجمان نہیں ہو سکتے، وہ امریکہ کی پشت پناہی کے بغیر ایک دن بھی نہیں ٹھہر سکتے، البتہ امریکہ اور دنیا کے دیگر ممالک اگر واقعی افغانستان میں قیام امن کے لئے مذاکرات اور صلح کے سنجیدہ ہیں تو وہ افغانستان سے متعلق حقائق کو تسلیم کریں، افغانستان کی اسلامی اقدار اور ملی روایات کا احترام کرتے ہوئے غیر ملکی افواج کا انخلاء یقینی بنائیں اور افغانستان میں مداخلت کریں تاکہ افغان عوام خودمختاری کے سایہ میں اپنے مستقبل کا تعین خود کر سکیں اور ملک میں پائیدار اور مستقل امن قائم کریں۔

شرپسند عناصر سے صف کی صفائی

جرس

تجربات سے ثابت ہے کہ ایک کامیاب تحریک میں وہ شرپسند عناصر بغاوت پر اتر آتے ہیں، جو اس سے قبل بھی اپنی تنظیموں میں اختلافات کا سبب بنے ہوں۔ ان کی منفی سرگرمیوں سے جماعت ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہوتی ہے۔ اخلاقی اور مالی کرپشن تنظیموں کی کامیابی کا راستہ روکتی ہے۔ ایسی مذموم حرکات تنظیم کو نفسیاتی طور پر مفلوج بنا دیتی ہیں۔ وہ منافقین جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور اپنے فسادات کو فلاحی اور اصلاحی کام سمجھتے ہوں، ان کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِنْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

"ان کے دلوں میں بیماری ہے (نفاق کی) تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھا دی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے جھوٹ کا۔ اور جب اُن سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں۔ خبردار وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔

مجاہدین کی صفوں میں ایسے لوگ صلیبیوں اور ان کے غلاموں نے گھسائے ہیں، جو بڑی تنخواہوں کے عوض مجاہدین کی حرکات کی اطلاع اپنے آقا کو دیتے ہیں۔ دوسری جانب اس صف میں اختلافات اور رہنماؤں کے بارے میں بدگمانیاں پیدا کرنا، ان پر الزامات لگانا ان کی اہم ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ یہ خفیہ عناصر دن رات اپنے آقا کی خوشنودی کے لیے مجاہدین کے درمیان اختلافات کا بیج بوتے ہیں۔ مجاہدین کے ساتھ ہمدردی رکھنے والے عام لوگوں کو مجاہدین سے بدظن کرتے ہیں۔

سورۃ ہمزہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ" خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے۔

قرآن کریم کی وعید شیاطین، دوستوں کے درمیان نفاق کا بیج بونے والوں اور فساد برپا کرنے والوں کے بارے میں ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے: "یہ وہ لوگ ہیں جو پیٹھ پیچھے غیبت کرتے ہیں اور عیب بیان کرتے ہیں۔ لوگوں کے منہ پر طعن وتشنیع کرتے ہیں اور جب غائب ہوں تو ان کی غیبت کرتے ہیں۔" آج کل یہ عادات کچھ لوگوں میں موجود ہیں۔ وہ شخص ایک اچھا مجاہد ہوگا۔ کفار کے ساتھ مقابلے میں بھلا تکالیف بھی اٹھائی ہوں گی، لیکن طعن وتشنیع کے عیب سے پاک نہیں ہوگا۔ دشمنانِ اسلام کی پہلی کوشش ہی ایسے افراد کی حوصلہ افزائی اور ان کے ساتھ اپنے مفسد عناصر کی شمولیت ہے، تاکہ جہادی صف انتشار کا شکار ہو۔ مقدس جہاد کو ان ناپاک افراد کی وجہ سے فساد دی جائے، تاکہ لوگوں کی مجاہدین سے ہمدردی میں کمی آسکے۔

عام طور پر فساد کی شکلیں مختلف ہیں۔ جہادی صف میں مفسد عناصر اور اغوا کاروں کی موجودگی، جس سے اس صف کی ملکی اور بین الاقوامی ساکھ مجروح ہوتی ہو، ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ کرپٹ، چور اور شرپسند عناصر کو اپنی صف میں جگہ دینا فساد کی ایک خطرناک شکل ہے، جس سے تحریک ایک بڑے سانحے سے دوچار ہو سکتی ہے۔ اپنی صف میں جاسوس عناصر کو جگہ دینا اور انسان نما شیاطین پر اعتماد، جو اصل میں اس جماعت کو اپنی نہیں سمجھتے اور کچھ نامعلوم مقاصد کے لیے اس میں شامل ہوئے ہوں۔ فکری اور عقیدے کے لحاظ سے اسے اپنا نہیں سمجھتے، اس سے قلبی محبت نہ ہو، یہ اس مقدس صف کے لیے وہ زہر ہے، جو تحریک کے لیے موت کا باعث بن سکتا ہے۔ طالبان نے دو دہائی قبل مقدس مشن کے لیے تحریک کا آغاز کیا کہ ملک میں فساد برپا کرنے والے عناصر کو ان کے کیے کی سزا دے دیں۔ اسلام کے مطابق شرعی نظام نافذ کریں۔ کچھ عرصہ قبل کچھ افراد نے خلافت اسلامی کے نام پر ننگرہار اور زابل میں فسادات کا آغاز کیا۔ وہ لوگوں کو اغوا کرتے، ذاتی دشمنیوں کی بنا پر لوگوں کو قتل کر ڈالتے، علاقے میں مذہبی اختلافات کو ہوا دیتے اور حنفی مسلک افغان عوام کو شرک و بدعت کے طعنوں سے اذیت دیتے۔ حالانکہ امارت نے اس سے پہلے ان کی کفالت کی ذمہ داری اٹھا رکھی تھی۔ لیکن انہوں نے اپنی گھٹیا فطرت کا مظاہرہ کیا اور امارت ہی کے خلاف مسلح بغاوت کر دی۔ اس قسم کے بددیانت اور نمک حرام عناصر کو اپنی صفوں میں جگہ دینا خطرناک ہے۔

امارت نے ان عناصر کو علماء کے ذریعے سمجھانے کی کوششیں کیں، لیکن جب بات عوام کی گردنیں اڑانے تک پہنچی، مردوں کو غلام اور عورتوں کو باندیاں بنایا جانے لگا تو مزید برداشت کسی کے بس میں نہیں تھا اور نہ کوئی عقل مند ایسی مجرمانہ کاروائیوں پر خاموشی اختیار کر سکتا ہے۔ دوسری جانب اگر خدانخواستہ ایسے بدنام عناصر امارت کی صفوں میں ہوں تو اس سے نہ صرف ملکی سطح پر امارت کی ساکھ کو نقصان پہنچے گا، بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی لوگ امارت اسلامی پر عدم اعتماد کا شکار ہو جائیں گے۔ دوسرا نقصان یہ ہوگا کہ جارحیت پسند ان افراد کی موجودگی کو ہوا بنا کر پیش کریں گے اور بعد میں بین الاقوامی میڈیا کے ذریعے یہ تاثر عام کریں گے کہ 'طالبان کی اصل تصویر یہ ہے۔' ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے عناصر سے بچنے کی حتی الامکان کوشش کی جانی چاہیے۔

طالبان کا اصل تعارف

تحریر: محمد فرہاد جانباز

"قندوز کی فتح اور بلند میں ہونے والی دور رس اثرات کی حامل کارروائیوں کے بعد عسکری ماہرین جس طرح "اندیشے" ظاہر کر رہے ہیں کہ طالبان بہت طاقت ور ہو گئے ہیں۔ اگر قندوز جیسی فتوحات کا سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا تو بہت ممکن ہے طالبان اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ ایک اچھی صورت حال ہے۔ میں بھی مسلمان ہونے کے ناطے چاہتا ہوں کہ اسلام نافذ ہو جائے، لیکن دوسرے بہت سے مسلمانوں کی طرح مجھے بھی اس بات کا ڈر اور خوف ہے 'جب طالبان برسر اقتدار آ جائیں گے تو وہ کون سا اسلام نافذ کریں گے؟' سچی اور دل کی بات یہی ہے کہ ہمیں ڈنڈا گزیدہ، کوڑا زدہ، سنگسار شدہ اور ہتھ کٹی مخلوق سے بہت خوف آتا ہے۔"

احمد خان نے گہرے بھورے رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے۔ آج وہ ڈاڑھی مکمل صاف کر کے ایک محلے کے ہونے کے باوجود کئی دنوں بعد میرے پاس آئے تھے۔ وہ ایک میز کے فاصلے سے ایک آرام دہ کرسی پر میرے سامنے بیٹھے چائے کی چسکیوں سمیت سگریٹ کے دھواں دھار کش لے رہے تھے۔ وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے میری جانب دیکھ رہے تھے۔ انہیں گمان تھا کہ میں اس الجھتے ہوئے سوال کا کوئی جواب نہیں دے سکوں گا۔ احمد خان کے خیالات کے مطابق اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ میں بھی انہی طالبان کو پسند کرتا ہوں، جو آج بھی معاشرے کے تمام افراد کا یکساں خیال رکھتے ہیں۔ وہ لوگوں کی دینی، معاشرتی، اخلاقی اور مالی امداد کو اپنا فرض جانتے ہیں۔ البتہ جب کوئی شرپسند بہ مشکل قائم کی گئی امن کی فضا کو بگاڑنے کا باعث بنے تو اسے ضروری سزا و جزا کے عمل سے بھی گزارتے ہیں، تاکہ معاشرے کے پرامن لوگوں کو بے جا مصیبتوں اور بگاڑ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ خصوصاً یہ جزا و سزا ایک اہم نکتہ تھا، جس کی وجہ سے احمد خان مجھ سے بدظن دکھ رہے تھے۔

میں نے کہنا شروع کیا:

"احمد خان! میں آپ کے سوال کا جواب دیتا ہوں، لیکن کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ ... "طالبان برسر اقتدار آ کر کون سا اسلام نافذ کریں گے؟ ڈنڈا گزیدہ، کوڑا زدہ، سنگسار شدہ اور ہتھ کٹی مخلوق"... جیسا اعتراض آپ کو کیسے، کیوں اور کب پیدا ہوا ہے؟ میرا مطلب یہ ہے کہ کیا یہ "خدشہ" آپ کا ذاتی ہے یا کسی ایسے شخص سے سنا یا پڑھا ہے، جسے طالبان کے حوالے سے کافی شکایات ہوں اور ابھی تک انہیں اپنے پریشان خیالات کے سلجھاؤ کی کوئی قابل عمل تدبیر نہ مل سکی ہو...؟"

احمد خان کہنے لگے:

"بات ایسے ہی ہے۔ سچ یہی ہے کہ یہ خیالات میں نے ایک 'مغربی صحافتی ادارے' کے پلیٹ فارم پر پڑھے ہیں، جو طالبان کی مخالفت میں اچھی خاصی شہرت رکھتا ہے۔ لیکن دوسری طرف میں ذاتی طور پر بھی ان باتوں سے متفق ہوں۔ کیوں کہ ہر سمجھ دار انسان چاہتا ہے کہ وہ ایک ایسے معاشرے میں زندگی گزارے، جہاں کے لوگ "مکمل انسان" ہوں۔ ان میں کوئی ایسی 'کمی' نہ ہو، جو اس ہی جیسے دیگر، لیکن بااختیار لوگوں نے کی ہو..."

احمد خان نے اپنے اعتماد کو بحال رکھتے ہوئے اندر کی 'ان کہی' کہہ ڈالی۔

"میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ آپ جانتے ہوں گے جب سے طالبان کی حکومت کے دن قریب آتے جا رہے ہیں، توں توں یہ بحث عام ہو رہی ہے کہ طالبان کون سا اسلام نافذ کریں گے؟ کیا وہ... جس میں ڈنڈے، تلواریں اور کوڑے ہوتے ہیں یا اس کے علاوہ ان کے پاس اب اسلام کا کوئی نیا ایڈیشن موجود ہے، جو رواداری، مفاہمت اور برداشت جیسی خوبیوں کا تحفہ بھی ساتھ لایا ہے؟

مجھے معاف کیجیے...! میں آپ کے گھر کو مثال کے طور پر سامنے رکھ کر ایک گزارش کرنا چاہوں گا۔ امید ہے، اس طرح سے آپ کے ذہن میں "پیدا کردہ" تحفظات ختم ہو جائیں گے۔ آپ کے تین بچے ہیں۔ آصف علی، ریحان علی اور شازیہ خان۔ آپ تینوں سے بے حد پیار، محبت اور الفت کا تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ان کی بھلائی اور خیر خواہی کے لیے اپنا تن من دھن لگا دیتے ہیں۔ ان کی تعلیم، ترقی اور عزت و وقار کے لیے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے۔ آپ کے بچوں کے حوالے سے آپ کی پہچان بھی نیک نامی ہے۔ جب لوگ آپس میں آپ کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو وہ آپ کا بھی 'امیج' سامنے رکھتے ہیں۔

لیکن اس تصویر کا ایک دوسرا رُخ بھی ہے۔ وہ یہ کہ اگر آصف علی شرارتیں اور ایسی حرکتیں کرتا ہے، جو اس کے حال، مستقبل اور آپ کی قابلِ ستائش محنتوں کے حوالے سے نقصان دہ اور ضرر رساں ہیں تو آپ پہلی فرصت میں شرارتی آصف علی کو پیار اور محبت کے ساتھ سمجھاتے ہیں کہ "پیارے بیٹے! آپ کی سرگرمیاں مناسب نہیں ہیں۔ انہیں چھوڑ دیں، تاکہ آپ کا مستقبل اور ہمارے گھر کی نیک نامی خراب نہ ہو۔" لیکن آپ کے سمجھانے سے بھی آپ کا بیٹا نہیں سمجھتا اور وہ قابلِ نفرین سرگرمیوں سے باز نہیں آتا... جس پر آپ مجبور ہو کر اسے "ہلکا پھلکا مارتے" ہیں۔ اس تادیبی کارروائی سے بھی آپ کا مقصد وہی ہے، جو آپ پیار سے سمجھا کر حاصل کرنا چاہتے تھے۔

اب اس طرف آیئے کہ لوگوں کو معلوم ہو جاتا ہے آپ نے آصف علی کو مارا ہے۔ نتیجہ لوگوں میں آپ کے چرچے کے حوالے سے نقطۂ نظر تبدیل ہو جاتا ہے۔ اب اُن کے الفاظ یہ ہوتے ہیں: "احمد صاحب اپنے بچوں کو "بہت مارتے" ہیں۔ اور یہ کتنا ظالم شخص ہے، جو چھوٹے چھوٹے بچوں کو مشقِ ستم بناتا ہے۔"

"میرا آپ سے سوال ہے کہ آپ کے بچوں کے حوالے سے آپ کا اصل تعارف یہ مار والا ہے یا وہ پیار والا...؟"

"ظاہر ہے، میرا اصل تعارف پیار والا ہے۔ مَیں اپنے بچوں کو اُن کی بھلائی اور گھر کے ماحول کو درست رکھنے کی خاطر مارتا ہوں۔ جو لوگ میرے اصل تعارف کے علاوہ میری کوئی اور پہچان مشہور کرنا چاہتے ہیں، وہ میرے ساتھ زیادتی اور ظلم کر رہے ہیں۔ میرا بس چلے تو مَیں انہیں ایسا سبق سکھاؤں، جو صدیوں یاد رکھا جائے۔"

احمد خان ذرا جذباتی ہو گئے تھے۔ مَیں نے عرض کیا:

"احمد خان! اسلام کی بھی یہی صورت حال ہے، جو آپ کے گھر کی ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اپنی زندہ و جاوید تعلیمات کے ذریعے ہر نیکی کا راستہ دکھا دیا ہے... جس طرح آپ نے اپنے بچوں کو اچھائی کے بارے میں بتایا ہے، تاکہ لوگ نیکی کریں اور نیکی پھیلائیں۔ اسلام نے بدی کا بھی بتایا ہے، جس طرح آپ نے اپنے بچوں کو برائی کے بارے میں بتایا ہے کہ کون کون سے افعال ایسے ہیں، جن سے انسان کا حال، مستقبل اور معاشرے کے خراب ہونے کا نقصان یقینی ہے۔ جب آپ کا بچہ اچھائی کرتا ہے تو آپ اس کی پذیرائی کرتے ہیں۔ اسے شاباش دیتے ہیں۔ اسے معاشرے کے لیے مفید فرد تصور کرتے ہیں۔ اگر وہ آپ کے سمجھانے اور پیار کے باوجود بدی کا مرتکب ہوتا ہے تو آپ اسے مارتے ہیں، تاکہ وہ دوبارہ ایسا نہ کرے۔ اور آپ کا شرارتی آصف علی... ریحان خان اور شازیہ خان کے لیے عبرت بنے، تاکہ انہیں منفی سرگرمیاں اختیار کرنے کی جرأت نہ ہو اور گھر کا ماحول درست رہے۔ جب اسلام بھی آپ ہی کی طرح معاشرے کو سیدھا رکھنے کے لیے وہی کچھ کرتا ہے، جو آپ اپنے گھر کو درست رکھنے کے لیے کرتے ہیں تو پھر اسلام پر اعتراض کس وجہ سے کیا جاتا ہے۔ آپ اپنے گھر کے بڑے اور نمائندے ہیں۔ طالبان مسلمانوں کے رہنما اور ان کے بڑے ہیں، انہیں امت کے مربی اور نگران کی حیثیت اسلام نے دی ہے۔ وہ وہی کچھ کرتے ہیں، جو انہیں اسلام کہتا ہے۔

احمد خان! آپ جانتے ہوں گے اسلام کی اصل پہچان اس کی وہ تعلیمات ہیں، جن میں وہ معاشرے کو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ لوگ آپس میں پیار، محبت اور عمدہ اخلاق کے ساتھ پیش آئیں۔ اسلام نے جو عبادات اور احکام فرض کیے ہیں، انہیں ادا کیا جائے۔ جن حرام کاموں اور چیزوں سے منع کیا ہے، ان سے بچا جائے۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں کے احترام میں کسی طور کمی نہ آنے دی جائے۔ لیکن جو لوگ اسلام کی ان عمدہ، امن خیز اور پیار محبت والی قابلِ رشک تعلیمات سے سرمو انحراف کرتے ہوئے انبیاء کی شان میں گستاخی کی جسارت کرتے ہیں۔ چوری، زنا، بے وجہ قتل اور شراب پینے کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اگر اسلام اپنے نمائندوں کے ذریعے مسلمان معاشرے کو خراب کرنے والے ایسے مجرموں کو مجبوری کے طور پر کچھ مقررہ سزائیں دیتا ہے تو پھر یہ اعتراض کیوں کیا جاتا ہے کہ "اس دفعہ طالبان... اسلام کا نیا ایڈیشن لائے ہیں یا وہی ڈنڈے اور لاٹھی والا...؟" آپ اسلام کے نمائندوں کو اُن کی اصل پہچان سے کیوں نہیں یاد کرتے؟ آپ اسلام کی مجبوری کی دفعات کو اس کا حقیقی چہرہ کیوں باور کرتے ہیں...؟"

احمد خان نے تیسرے سگریٹ کا دھواں بند کر کے ہی ایش ٹرے میں رکھ دی۔ انہوں نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی اور آنکھیں موند لیں۔ وہ کچھ دیر بعد معنی خیز انداز میں سر ہلاتے ہوئے اُٹھے، گلے ملے اور واپس چلے گئے۔ وہ اپنے تبدیل شدہ تاثرات کا اظہار کرنا چاہ رہے تھے، لیکن بہ وجوہ نہیں کر پا رہے تھے... لیکن مجھے امید ہے، وہ طالبان سے بے وجہ ڈرنے والوں سے ضرور کہیں گے:

"طالبان کا اصل تعارف ڈنڈا، تلوار، کوڑا اور پتھر نہیں ہے... بلکہ ان کی حقیقی پہچان امن کی ترقی، انصاف کی فراہمی اور تمام انسانوں کی رنگ، نسل، زبان، علاقہ اور مذہب کے حوالے سے غیر مشروط بھلائی ہے۔"

☼☼☼

جرمِ ضعیفی کی سزا ختم نہیں ہوتی

نسیم خان محمدی

کیا جمہوریت کا یہ مشہور زمانہ فلسفہ صرف مسلمانوں کے لیے ہی خاص ہے کہ مغربی سامراجیت کے نتیجے میں دو مسلمان ہمسایہ ملکوں کے درمیان قائم ہونے والی سرحد بندی کا لحاظ کرنا ازحد ضروری ہے؟! اگر اس کی خلاف ورزی کی گئی تو عالمی امن کا ٹھیکیدار اس ملک کو دوسرے اسلامی ممالک کے لیے "نمونۂ عبرت" بنانے کا پورا پورا حق رکھتا ہے۔ اس کے لیے پتھر کے دور میں پہنچانے سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا۔

آخر یہ قانون امن کے کس فارمولے کی بنیاد پر گھڑا گیا ہے کہ ایک مسلمان ملک اپنے ہی ہم مذہب دوسرے ملک کو مشترکہ دشمن کے قہر سے نجات دلانے کے لیے مدد نہیں کر سکتا؟ یہ بات کہاں سے لازم ہو گئی ہے کہ اگر سعودیہ شامی مسلمانوں کی مدد کرے تو وہ دہشت گردوں کو معاونت فراہم کرنے والا قرار پائے گا؟ اگر ترکی فلسطینیوں کے غم کو اپنا دکھ سمجھے تو وہ بھی عالمی امن کے لیے خطرہ قرار دیا جائے گا؟ اگر افغانستان تمام مسلمانوں کی پریشانیوں کو اپنا درد باور کرے تو وہ بھی دہشت گردی کو سپورٹ کرنے والا سمجھا جائے گا؟ کون سا ذی روح اور سمجھ دار انسان ہے، جو اس درندگی کو "قانون" کا نام دے گا..! کیا اعتدال پسند دنیا نہیں جانتی کہ اسلحہ بردار عالمی طاقتوں کی جانب سے "دہشت گردی کا دوسرا نام اسلام اور دہشت گردوں کا دوسرا نام مسلمان" تجویز کر دیا گیا ہے؟! جو مسلمان ہوگا، وہ دہشت گرد اور جہاں اسلام ہوگا، وہاں دہشت گردی...! کیا ہی نرالے قانون ہیں، سچ پوچھیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی نے 'عقل' کو گالیاں دی ہیں!

اگر کوئی غیر مسلم ملک کسی اسلامی مملکت کو بے وجہ گزند پہنچائے تو پورا مغرب اس کی پشت پناہی کو اپنا جدی پشتی فرض سمجھ کر دفاع میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ امریکا قندوز کے ہسپتال پر بم برسا کر بے معنی معافی نامہ کر لے تو وہ دودھ کا دھلا ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس کسی مسلمان کی طرف سے جوابی وار ہو جائے تو پھر پورے عالم اسلام کی شامت آ جاتی ہے۔ ستم در ستم بھی ملاحظہ فرمائیں کہ ایسے موقع پر مسلمانوں کے انتہائی خستہ ذہن والے طبقے کی موم بتیاں مغرب کے سیاہ موقف کو روشن کرنے کی خاطر بیچ چوراہے جلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ جواز یہ ہے کہ اسلام عفو و درگزر اور برداشت کا سبق دیتا ہے۔ اور مسلمانوں کو اپنا یہ بھولا ہوا سبق یاد رکھنا چاہیے۔

بہت دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ نااہل مسلمان حکمرانوں کی بدکرداریوں اور اُن کے "جرم ضعیفی" کی سزا امت کاٹ رہی ہے۔ سچ یہ ہے کہ جرم ضعیفی کسی اور کا ہے۔ اس کی سزا کوئی اور بھگت رہا ہے۔ اسی باعث امریکا نیٹو کا گٹھ جوڑ لیے کہیں بھی اور جیسے چاہے... اپنے کمزور دشمن کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتا ہے۔ کوئی اسے پوچھنے والا نہیں ہے۔ کوئی اسے ٹوک نہیں سکتا کہ "جہاں پناہ! ایسا کیوں کیا جا رہا ہے اور آپ کا 'ناہنجار دشمن' کس جرم کی سزا میں ماخوذ ہے...؟"

اس درد کی ایک ہی دوا ہے۔ اس زخم کا ایک ہی مرہم ہے۔ اور وہ ہے عالم اسلام کا "اتحاد"۔ اور مسلمانوں کی اتحاد و اتفاق اللہ تعالی کی رضامندی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں مضمر ہے۔ جو اس راز کو پا لے گا، کامیابی اسی کے قدم چومے گی۔ اتنے زخم کھانے کے باوجود بھی اگر ایسا نہیں کیا گیا تو تمام مسلمانوں کی "ہوا اسی طرح اکھڑی رہے گی۔ کافر انہیں مارتے رہیں گے، کاٹتے رہیں گے اور کھاتے رہیں گے... ایک مسلمان دوسرے کے لیے عبرت کا نمونہ بنتا رہے گا۔ مسلمان دہشت گرد کہے جاتے رہیں گے۔ جمہوریت کا فلسفہ ترقی کرتا رہے گا۔ عقل کو گالیاں دی جاتی رہیں گی۔ موم بتیاں جلتی رہیں گی۔ کوئی کافروں سے پوچھنے والا نہیں ہوگا کہ جہاں پناہ! ایسا کیوں کیا جا رہا ہے اور آپ کے 'بے وقعت دشمن' کے جرم ضعیفی کی سزا کب پوری ہو گی...؟"

میڈیا اور صحافتی اقدار

شاہد غزنیوال

گزشتہ دنوں ملکی اور بین الاقوامی میڈیا میں امارت اسلامی کے زعیم ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کی شہادت کا ہنگامہ جاری تھا۔ یہ پروپیگنڈہ مشترکہ حکومت کے اعلیٰ عہدے داروں کی جانب سے ایک منصوبے کے تحت میڈیا کو دیا گیا تھا۔ میڈیا نے اپنے آقا کی خوش نودی کی خاطر بغیر کسی ثبوت کے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ میڈیا اس پروپیگنڈہ خبر کو پھیلانے میں یہاں تک نکل آیا کہ محترم اختر محمد منصور کی شہادت کی تصدیق بھی از خود کی اور طالبان ترجمان کی بار بار تردید کے باوجود میڈیا میں یہ خبریں عام ہوگئیں کہ طالبان نے ایک دوسرے کو وائرلیس پر پیغامات دے کر نئے امیر کے انتخاب کا اعلان کیا ہے۔ یہ جھوٹی مہم اس وقت زوروں پر تھی، جب داعش کی حمایت کے مسئلے پر صدر اور قومی اسمبلی کے معاون کے درمیان اختلافات عروج پر تھے۔ جب کہ صدر اور چیف ایگزیکٹو کے درمیان بھی اختلافات شدت اختیار کر گئے ہیں۔ ملک کی اس بحرانی کیفیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میڈیا صحافتی اصولوں کا پاس رکھتے ہوئے اپنا کام جاری رکھے۔ ملک میں رونما ہونے والے وہ واقعات، جسے غیر ملکی قوتیں چھپانے کی کوشش کرتی ہیں، انہیں عیاں کرے۔ ملک پر قابض غیر ملکی جارحیت پسندوں سے مالی امداد کی خاطر ایک دوسرے کے مفاد میں ملک و قوم سے غداری نہ کی جائے۔

یہ بات سچ ہے کہ اس قسم کے خیالی پلاؤ حکومت اور میڈیا کے لیے چند دن کی مصروفیت کا باعث ہوں گے۔ اس سے عوام کے اذہان کو بھی چند دن مصروف رکھا جا سکتا ہے، لیکن پروپیگنڈے کا یہ گرد و غبار بہت جلد ختم ہو جانے والا ہے۔ اس لیے ہمیشہ کے لیے لوگوں کے اذہان پر کابل حکومت کی دائمی گرفت کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ ہمیں افسوس ہے آج ہمارا ملک ایک ایسے دوراہے پر کھڑا ہے، جہاں کوئی بھی شخص حکومتی نمائندوں پر بھروسا کرنے کو تیار نہیں۔ صرف کچھ میڈیا چینلز، جو حکومتی حمایت سے ہاتھ کھینچ چکے ہیں، وہ عوام کے درمیان اپنا مقام بنا چکے ہیں۔ کچھ میڈیا چینلز واقعات کو حقائق کی روشنی میں اچھی کوریج دیتے ہیں، لیکن دوسری جانب حکمرانوں اور مغربی آقاؤں کی مالی مدد کی خاطر ایسی بے بنیاد رپورٹس دیتے ہیں، جن کی حقیقت کو سب سے پہلے وہ خود تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ یقیناً یہ صحافت جیسے پیشے کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ ہر شخص اور ہر میڈیا فورم، جو لوگوں میں اپنا مقام بنانا چاہتے ہے، اسے چاہیے کہ طاقت اور پیسوں کے لالچ سے بے نیاز ہو کر اپنی ذمہ داری پوری کرے۔ بے بنیاد پروپیگنڈوں سے خجالت اور ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

افغان فوج

عابد منصور

چیف آف جنرل اسٹاف جنرل شیر محمد کریمی، افغان آرمی کے سربراہ ہیں۔ انھیں اپنے ملک میں اچھی حیثیت حاصل ہے۔ وہ کافی عرصے سے فوجی حوالے سے اہم ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں۔ ان کی ماتحتی میں تقریباً تین لاکھ لوگوں کے 'جتھے' کو "افغان آرمی" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ افغان آرمی کے وجود کا سہرا امریکا کے سر جاتا ہے، جس نے نائن الیون کے بعد طالبان پر حملے کر کے انھیں ملک کے اقتدار سے محروم کیا اور ان کے بدلے تین سو لوگوں کو پارلیمنٹ کے ارکان کے طور پر ملک کے سیاہ و سپید کا مالک بنا دیا تھا۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے افغان آرمی کی بنیادی ذمہ داری امریکی فوجیوں کی حفاظت تھی، جس میں وہ طالبان کو ختم کرنے کے لیے سات سمندر پار سے آئے ہوئے فوجیوں کا طالبان کے تباہ کن حملوں سے بچاؤ کیا کرتے تھے۔ جب امریکا کو محسوس ہونے لگا کہ جنرل شیر محمد کریمی کے کارندے دورانِ جنگ ہمارے فوجیوں کی حفاظت کے لیے انسانی ڈھال کا کام اچھے طریقے سے انجام نہیں دے رہے، دوسری طرف طالبان کے حملوں میں بھی شدت آتی جا رہی ہے تو امریکیوں نے اپنے گشت تقریباً ختم کر دیے۔ بعد ازاں ان انسانی ڈھالوں کے لیے ایک نئی ذمہ داری تلاش کر لی گئی۔ وہ ذمہ داری پارلیمنٹ کی حفاظت اور افغانستان میں قائم غیر ملکی فوجی اڈوں کی دیکھ بھال ہے۔

کیا طالبان کو اپنے ہی ہم وطنوں، یعنی 'افغان فوج' پر حملے کرنا چاہئیں؟

یہ ایک ایسا سوال ہے، جس نے بہت عرصے سے کافی لوگوں کو تشویش میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس حوالے سے افغان فوج کے حالات پر گہری نگاہ رکھنے والے ماہرین کی جانب سے بارہا یہ حقیقت عیاں کی گئی ہے کہ عام لوگ تین لاکھ افراد کے جس گروہ کو "افغان آرمی" کے نام سے پکارتے اور یاد کرتے ہیں، صحیح معنوں میں وہ کوئی "سرکاری فوج" نہیں ہے۔ اگر آپ ہندوستان کی تاریخ سے واقف ہیں تو آپ نے "یک ہزاری اور پنج ہزاری" وغیرہ جیسے نام ضرور سنے ہوں گے۔ بس اتنی سی بات ہے اور افغان فوج کی تمام کہانی اسی میں بند ہے۔

آپ کے علم میں ہو گا 2001ء میں افغان فوج کے نام سے کوئی ادارہ نہیں تھا۔ جب کہ مجاہدین جب سے امریکا اور اس کے اتحادیوں کے زورِ بازو کو چیلنج دیے ہوئے ہیں۔ جب کافی عرصہ امریکا نے اپنا زورِ بازو آزما دیکھا اور کوئی خاطر خواہ نتیجہ بھی برآمد نہ ہوا تو اسے اپنے دعوے (چند ہفتوں میں افغانستان کو ملیامیٹ کر دیا جائے گا) کے حوالے سے سبکی اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے علاوہ ناقابلِ تلافی نقصان یہ تھا کہ اتحادیوں کی آئے روز کی ہلاکتوں سے مغرب میں ایک نیا احتجاجی طوفان کھڑا ہونے لگا۔ چناں چہ مجاہدین کی ہلاکت آفریں آندھی کا رخ موڑنے کے لیے یہ طریقہ کیا گیا کہ اپنا خون بہانے کے بجائے افغان عوام کو ہی مجاہدین کے خلاف استعمال کیا جائے۔ امریکا نے اس کام کے لیے علاقائی شرپسند جنگجوؤں کو ڈالر کے لالچ میں اپنے ساتھ ملا لیا۔ جنگ کے لیے جس سامان کی ضرورت ہو سکتی ہے، امریکا نے وہ تمام سامان بہم پہنچا کر اپنا الّو سیدھا کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہی وجہ ہے افغان آرمی کے نام سے جو لوگ اپنے ہی ہم مذہب و ہم وطن مجاہدین کے خلاف اور اپنے دین و ملک کے دشمن کی حمایت میں جنگ کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں، وہ دراصل ان "پنج ہزاری قبائلی جنگجوؤں" کے غنڈے ہیں۔ اس گروہی فوج کا یہ نتیجہ ہے کہ جب کوئی کمانڈر اور قبائلی سردار حکومت سے اپنے مفادات کے پورے نہ ہونے... عقل آ جانے... طالبان سے مل جانے... یا فریقین (مجاہدین، امریکا) کے معاملے سے بالکل علیحدہ ہو جانے کی وجہ سے جنگ کا حصہ نہ رہے تو اس کی ماتحتی میں امریکا کی بخشی ہوئی افغان فوج کی وردی پہنے ہوئے جتنے بھی لڑاکا ہوتے ہیں، وہ بھی اپنے سردار کی پیروی میں جنگ سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ ظاہر ہے ایسا کسی سرکاری فوج میں نہیں ہوتا۔ یقیناً آپ خود بھی زیرِ لب کہنا چاہیں گے کہ "واقعہ ایسا تو ڈاکوؤں کے جتھوں میں ہی ہوتا ہے!"

اب آپ جواب دیں کہ ڈاکوؤں کے اس جتھے سے... جو پردیسیوں کی خاطر اپنے ہم مذہب و وطن باشندوں سے لڑے اور فساد مچائے... زمین کو صاف کرنا... یعنی خس کو کم کر کے جہاں کو پاک کرنا... ضروری ہے یا نہیں...؟! اور یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ طالبان نے اُن کے خلاف تب ہتھیار اٹھائے تھے، جب ان ڈاکوؤں نے از خود چیلنج دیا تھا۔ وہ امریکیوں کو بچانے کی کوشش کرتے تھے۔ اپنے دشمنوں کی خاطر جیتے اور مرتے ہیں۔ طالبان نے اس صورتِ حال سے تنگ آ کر اپنی بندوقوں کا رخ "افغان فوج" کی طرف بھی کر لیا تھا۔ دوسری جانب یہ بات آپ کے لیے کافی دل چسپی کا باعث ہو گی کہ یہ فوجی کمانڈر آپس میں ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوتے ہیں۔ ان کا طریقہ ایسا ہے کہ کسی جنگجو فوجی کمانڈر کے لیے دوسرے فوجی کمانڈر کے علاقے میں جانا ممکن نہیں ہوتا۔ بالکل ایسے، جیسے ڈاکوؤں نے آپس میں علاقے تقسیم کر رکھے ہوتے ہیں۔ لسانی اور علاقائی تعصب کی شدت کی وجہ سے ہر وقت خطرہ موجود رہتا ہے کہ کہیں ان کے درمیان "فوجی خانہ جنگی" نہ چھڑ جائے۔ امریکا نے اس خطرے کو لگام دینے کے لیے فوج کو اپنے شدید دباؤ میں رکھا ہوا ہے۔ یہ تعصب صرف فوج تک محدود نہیں، بلکہ سیاسی کھلاڑیوں میں ایسا ہوتا ہے۔ اس کا بہترین نمونہ اشرف غنی اور عبد اللہ عبد اللہ میں آپس کے اختلافات ہیں، جن کی وجہ سے سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود یہ تعلیم یافتہ، جمہوریت پسند اور آئیڈیل... (لیکن قبائلی جنگجو) شخصیات تاحال مرکزی کابینہ تشکیل نہیں دے پائی ہیں۔

افغان فوج مغلیہ سلطنت کے زوال کے دنوں میں جی رہی ہے!

نادیدہ انٹیلی جنس... اور زر خرید میڈیا!

کھموسی فریاد

مؤرخین تاریخ کہتے ہیں دوسری جنگ عظیم کے بعد بڑی طاقتوں نے دنیا میں کچھ بنیادی اور پیچیدہ تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ جن میں تیسری دنیا کے اکثر ممالک بھی جبراً گھیر لیے گئے۔ ان تبدیلیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بہت سے ممالک کی جغرافیائی حدود میں تبدیلیاں آنے لگیں۔ ایسے ممالک جو وسیع رقبوں پر آباد تھے، وہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ گئے۔ جیسے عرب، جو پہلے حجاز، شام، مصر اور عراق پر مشتمل تھے، 24 ممالک بن گئے۔ دوسری تبدیلی یہ ہے کہ حکومت داری کے نظام میں جمہوریت نے عملاً ڈکٹیٹر شپ کی جگہ لے لی۔ یہ کام اگرچہ کچھ ممالک کے لیے خیر کا باعث بنا، مگر استعماری ممالک نے اسے اپنے لیے بہتر نہ سمجھا۔ کیوں کہ اس طرح لوگوں میں آزادی اور خود مختاری حتمی اور یقینی ہو جاتی۔ یہ عالمی طاقتوں کے مفاد میں نہیں تھا۔ بعد ازاں اس میں ایک تبدیلی کی گئی کہ بظاہر تو ملکی نظام اور قیادت عام لوگوں کے ہاتھوں میں رہے، مگر درحقیقت وہ حکمران نہ ہوں، بلکہ حکمران وہ حساس اور خفیہ ادارے ہوں۔ جو استعماری طاقتوں کے مفادات کا تحفظ نہ کر سکتے ہوں تو کم از کم مخالف نہ ہوں۔ کیوں کہ انہی طاقتوں کی مالی اعانت اور پروپیگنڈے کے ذریعے ہی سے انٹیلی جنس اداروں کے لیے راہ ہموار ہوتی ہے۔ تیسری تبدیلی یہ ہے کہ آزاد میڈیا کا نظام وجود میں آ گیا۔ بظاہر تو یہ اس لیے تھا کہ لوگ اپنی آواز اٹھائیں گے اور اپنا حق حاصل کریں گے، مگر حقیقت میں انہیں خفیہ منصوبوں کو عملی شکل دینے کے لیے وجود بخشا گیا۔

دنیا میں ہم اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ تاریخ نگاروں کی یہ باتیں سچی ثابت ہو رہی ہیں۔ کیوں کہ امریکا کی قیادت میں عالم کفر کا منصوبہ یہی تھا کہ بڑی سلطنتوں کو ٹکڑوں میں بانٹ دیں۔ مسلمان، خصوصاً کمزور ممالک کے انٹیلی جنس اداروں کو خریدیں۔ ان کے ذریعے مسلمانوں پر اپنے استعماری منصوبے، کفریہ آئیڈیالوجی اور مغربی کلچر مسلط کر دیں۔ افغانستان میں یہی کھیل چل رہا ہے۔

قومی تحفظ اور میڈیا:

جارحیت پسند کفار کے عالمی تسلط کی وجہ سے مسلمانوں پر ایسے لوگوں کو مسلط کیا جاتا ہے جو اسلام کے کسی کام کے نہیں ہوتے۔ اس کی مثال افغانستان میں امریکا کی کٹھ پتلی حکومت، سکیورٹی ادارے اور کابل کا 'آزاد' میڈیا ہے۔ یہ سارے ادارے امریکی تعاون سے افغانوں پر مسلط ہیں۔ کابل کا انٹیلی جنس ادارہ معیار کے حوالے سے اتنا کمزور ہے کہ ان کے منصوبے ہمیشہ رسوائی اور ناکامی کا شکار ہو جاتے ہیں، اختراعی اقدامات اٹھانا یا خفیہ منصوبوں کے ذریعے ملک کا تحفظ کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ یہ اتنے بے خبر ہوتے ہیں کہ مجاہدین نے ان کے مرکزی دفتر میں ان کے سربراہ اسد اللہ خالد کو بم سے اڑا دیا۔ پارلیمنٹ پر دن دیہاڑے حملہ کیا ہے۔ ہوائی اڈوں، جارحیت پسندوں کے دفاتر، مختلف محکموں کے دفاتر اور دیگر حساس مقامات پر سیکڑوں حملے ہو چکے ہیں، مگر انہیں کسی چیز کی خبر نہیں ہوتی۔ مجاہدین نے اب تک بڑی جیلوں سے ہزاروں قیدیوں کو رہائی دلائی ہے۔ اس طرح کی کارروائی کے بعد یہ لوگ بے گناہ عوام کو پکڑ کر لے جاتے ہیں اور انہیں جیلوں میں بند کر کے وحشت ناک سزائیں دیتے ہیں۔

سب سے بڑا کارنامہ:

ان اداروں کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہوتا ہے کہ میڈیا کے ذریعے ایسی افواہ پھیلا دی جاتی ہیں، جو گھنٹہ ڈیڑھ بعد جھوٹ ثابت ہو جاتی ہیں۔ پھر انہیں شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے۔ حالانکہ دنیا بھر کے انٹیلی جنس ادارے اس وقت تک کسی بھی خبر کو نہیں پھیلاتے، جب تک سو فیصد یقین نہ ہو جائے۔ کابل کا انٹیلی جنس ادارہ فیس بک پر کسی خبر کی اطلاع پا کر اسے نشر کر دیتا ہے کہ ہم نے ایسا بڑا کارنامہ کر دکھایا۔ اس ادارے کو قندوز واقعے کا تب پتا چلا، جب یہ خبر میڈیا پر پہنچی۔ اس کے باوجود اگلی صبح اس نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے قندوز کے لیے طالبان کے گورنر ملا عبدالسلام صاحب اور ان کے نائب کو مار دیا ہے۔ اس کے بعد خود ملا عبدالسلام صاحب نے اپنی شہادت کی خبر کی تردید کر دی۔

کابل جاسوس ادارے کی تازہ خبر:

کچھ روز پہلے طالبان کی جانب سے میدان وردگ کے نائب گورنر عبداللہ سرحدی کے قتل کی خبر "روزنامہ سرخط" کے ذریعے نشر کی گئی کہ وہ طالبان کی آپس کی لڑائی میں مارے گئے ہیں۔ اس خبر سے کابل انٹیلی جنس ادارے اور میڈیا نے اپنی حیثیت ختم کر دی ہے۔ دوسری طرف اشرف غنی کے نائب کا ترجمان بھی صدارتی محل کی جانب سے اپنے جھوٹے نشر کر رہا ہے۔ حالانکہ طالبان رہنما کے متعلق سب جھوٹی خبریں نشر کی جا رہی ہیں۔ درحقیقت کوئی واقعہ پیش آیا ہی نہیں۔ خود عبداللہ سرحدی کہہ رہے ہیں کہ "میں زندہ ہوں اور اپنے امیر منصور صاحب سے میرا کوئی اختلاف نہیں ہے۔" یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس طرح کے جاسوس ادارے کتنے کمزور اور غیر معیاری ہیں۔ اس کے باوجود جارحیت پسندوں نے انہیں افغان عوام پر مسلط کر رکھا ہے۔ اس قدر غیر معیاری جھوٹ نے انہیں بار بار شرمندہ کیا ہے۔

افغانستان میں تنازع کی اہم وجہ

عبدالرحمن

کچھ عرصہ پہلے پاکستان میں موجودگی کے دوران افغان صدر اشرف غنی نے بہت مضحکہ خیز بیان دیا تھا۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ وہ دور سے بظاہر ایک سمجھدار انسان اور میدان سیاست کے منجھے ہوئے کھلاڑی دکھائی دیتے ہیں لیکن ان کے مذکورہ بیان نے اس تاثر کو کافی حد تک کمزور کر دیا ہے۔

قریب دو سال پرانی خبروں کے مطابق اشرف غنی کو امریکا کی جانب سے افغانستان کا صدر منتخب کیا گیا تھا۔ جس میں ان صدارت کی معروف ذمہ داریوں میں "داخل" کیا گیا تھا کہ وہ طالبان کی بڑھتی ہوئی قوت کو روکنے کے لیے اپنا پر اثر کردار ادا کریں گے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہ جب سے امریکا نے طالبان کو اپنے مقابل ایک فریق ماننا شروع کیا ہے، تب سے ان دونوں فریقوں کے درمیان مذاکرات کی میز سجانے کا انتظام بھی ان کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔ افغان صدارتی محل کے رہائشیوں کی جانب سے منظر عام پر آنے والی خبروں سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے اس اہم مذاکراتی کردار کو ادا کرنے کی بہت کوشش کرتے ہیں، لیکن طالبان کی طرف سے انہیں کوئی جواب موصول نہیں ہوتا۔ طالبان کی اس لاتعلقی کے حوالے بہت ساری وجوہات ہیں، لیکن جو اہم اور سب سے بنیادی سبب ہے، وہ یہ کہ طالبان افغان حکومت کے نام سے موجود انتظامیہ کو چند بے اثر اور بے وقعت افراد کا ٹولہ باور کرتے ہیں۔

افغانستان کے حالات پر گہری نگاہ رکھنے والے لوگوں کا ماننا ہے کہ طالبان کا یہ مؤقف بایں معنی درست ہے کہ اشرف غنی کی ماتحتی میں افغان عوام کی جانب سے دیے جانے والے ٹیکسوں کو تنخواہ کے نام سے وصول کرنے والے لوگوں کی اس معاشرے میں سرے سے کوئی عزت نہیں ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ امریکا کی مرضی کے بغیر ڈکار تک نہیں لے سکتے۔ سمجھدار لوگوں کا کہنا ہے کہ "کٹھ پتلی بننا کسی عقل مند انسان کا کام ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ایسا وہی شخص کر سکتا ہے، جو یا تو بے وقوف ہو یا پھر اس کی جان پیسوں میں اٹکی ہوئی ہو۔ البتہ ان دونوں وجہوں کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ کرنا باقی ہے کہ افغان صدر کے حوالے سے کون سی وجہ درست ہے؟ پہلی... یا دوسری... یا پھر دونوں...؟!" دنیا بھر کی حکومتیں کابل انتظامیہ کو کٹھ پتلی گروپ کہتی ہیں، کیوں کہ ان کی ڈوریاں امریکی پارلیمنٹ میں بیٹھے مداریوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ وہ انہیں جس طرح چاہتے ہیں، ہلا کر دنیا کو ایک نیا تماشا دکھا دیتے ہیں، جس سے لوگ کافی حظ اٹھاتے ہیں۔ انہی تماشوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اشرف غنی نے پاکستان میں موجود افغان مہاجرین کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ:

" افغان مہاجرین کا مسئلہ دونوں ملکوں کا ہے۔ پاکستان کے ساتھ مضبوط رابطوں کے خواہش مند ہیں۔" افغان صدر نے مزید اہم کہا کہ "افغانستان میں تنازع کی اہم وجہ دہشت گرد گروپس ہیں، جو دنیا بھر سے آ کر افغانستان میں دہشت گردی مچائے ہوئے ہیں۔ تمام مسلح گروہوں کو ہتھیار پھینک کر سیاسی عمل کا حصہ بننا ہو گا۔"

اشرف غنی کے بیان کے دوسرے حصے کے حوالے سے کافی لے دے ہو رہی ہے۔ اور یہ سوال اٹھایا جا رہا ہے کہ وہ "دنیا بھر سے افغانستان آئے ہوئے دہشت گرد کن لوگوں کو کہہ رہے ہیں؟ کیا ان کا اشارہ اپنی آزادی کی جنگ لڑنے والے طالبان کی طرف ہے یا پھر ان کی انگلی دوسرے ممالک پر جنگ مسلط کرنے والے امریکا اور نیٹو کی جانب اٹھی ہے..؟" اس سے کافی سراسیمگی پیدا ہو گئی ہے۔ اور اشرف غنی کو سہارا دینے والے امریکی حلقوں کی جانب سے انہیں تیز نگاہی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اگرچہ باخبر حلقوں کی جانب سے معلوم ہوا ہے کہ اشرف غنی نے امریکی مداریوں کو یہ اطمینان دلایا ہے کہ جب میں تمہاری مرضی کے بغیر ڈکار نہیں لے سکتا تو اپنے کسی لفظ میں تمہیں دہشت گرد کیسے کہہ سکتا ہوں؟! یقین جانیے ایسی گستاخی مجھ سے ہرگز نہیں ہونے والی.... بقول کسے

یہ زباں آپ کی آزمائی ہوئی ہے

اگرچہ اشرف غنی نے اپنے تئیں امریکی مداریوں کو مطمئن کر دیا ہے، لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ اشرف غنی .. جو کہ درحقیقت "اشرف غمی" ہیں... کیوں کہ ان کی وجہ سے پورا افغانستان غم میں ڈوبا ہوا ہے... وہ اپنے پیش رو حامد کرزئی کی طرح مگرمچھ کے آنسو رونا سیکھ رہے ہیں، تاکہ بوقتِ ضرورت سند رہیں... اور ان کا یہ فرمانا کہ:

"افغانستان میں تنازع کی اہم وجہ دہشت گرد گروپس ہیں، جو دنیا بھر سے افغانستان آ کر دہشت گردی مچائے ہوئے ہیں۔"

اسی مشق کی پہلی کڑی ہے... امید کی جا رہی ہے کہ جب وہ اپنے "عہدۂ کٹھ پتلی" سے بے ربط کر کے افغان سرکس محل (صدارتی محل) سے نکال باہر کیے جائیں گے، تب وہ افغان عوام کو رام کرنے کی خاطر کہہ سکیں گے کہ میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ "دنیا بھر سے آئے ہوئے دہشت گرد ہمارے امن کی خرابی کے ذمے دار ہیں۔"

مسلمانوں کے قتل عام کی مذمت کیوں نہیں کی جاتی؟

تحریر: اسلم امید

حالیہ دنوں میں چار امریکی عہدیداروں نے اعتراف کیا کہ ڈرون حملوں میں نشانہ بننے والے 90 فیصد عام شہری، خواتین اور بچے شامل ہوتے ہیں۔ یہ اعتراف عام امریکیوں کا نہیں بلکہ ڈرون حملے سسٹم کے کنٹرول روم کے آپریٹروں کا ہے، انہوں نے ایک خط میں اوباما سے ڈرون حملے بند کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

پہلی بار امریکی عہدیداروں نے ڈرون حملوں سے متعلق خفیہ رازوں سے پردہ اٹھایا اور کہا کہ امریکی حکام عام شہریوں کی ہلاکتوں کو دہشت گردوں کا قتل قرار دے رہے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ڈرون حملوں کا شکار 90 فیصد عام شہری ہیں جن میں اکثریت خواتین اور بچوں کی ہے، امریکی میڈیا ان نہتے افراد کی لاشوں کی تصاویر دنیا کے سامنے دہشت گردوں کے نام سے پیش کرتا ہے۔

ان امریکی عہدیداروں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ ڈرون حملوں سے دنیا عدم استحکام کا شکار ہوگی، امن کے بجائے بدامنی پیدا ہوگی جس کے باعث دنیا بھر کے لوگ امریکہ سے نفرت کا اظہار کر رہے ہیں اور انہیں اپنے بچوں اور خواتین کے قاتل قرار دے رہے ہیں۔

اگرچہ فرانس میں ہونے والے حملوں کے بارے میں اب تک شفاف تحقیقات نہیں ہوئیں اور یہ معلوم نہیں کہ ان حملوں کے پیچھے کس ملک اور کس گروہ کا ہاتھ ہے؟ کیونکہ کسی ملک اور حکومتی سرپرستی کے بغیر فرانس جیسے منظم ملک میں اس طرح منظم اور کامیاب حملے کرنا کسی تنظیم کے بس کی بات نہیں ہے، اس کے پیچھے ضرور کسی ملک کا ہاتھ ہوگا، یہ بھی ممکن ہے کہ فرانس نے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکی سرپرستی میں قائم اتحاد میں اہم کردار ادا کیا اور مسلمانوں کے خلاف بہت سارے جرائم کا ارتکاب کیا اور ان پر مظالم کے پہاڑ توڑے گئے، ان مظالم کے خلاف رد عمل کے طور پر یہ حملے کیے گئے ہوں۔

ان حملوں کے بعد مسلمانوں کو موردِ الزام ٹھہرانا انصاف نہیں ہے اور ان کو ملامت قرار دینا ظلم ہے، کیونکہ ان حملوں میں مسلمانوں کو ملوث قرار دینے کے شواہد اب تک سامنے نہیں آئے۔

امریکی آپریٹروں کے اعتراف جرم سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ کی آڑ میں مسلمانوں کی نسل کشی کر رہا ہے، دنیا اس پر خاموش ہے، اس انکشاف سے مسلم حکمرانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئے، نوے فیصد مارے جانے والے عام شہری، خواتین اور بچے بغیر کسی الزام اور جرم کے قتل ہو رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا فرانس حملوں کے عوامل اور اسباب پر غور کرے، اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان حملوں کے اسباب اور وجوہات خود طاقتور ممالک

کے ظالمانہ اقدامات ہیں، ان حملوں کی وجوہات ان کی اپنی پالیسیوں میں مضمر ہیں، اس بات سے کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ استعماری قوتیں اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے مسلم ممالک میں مداخلت کر رہی ہیں، ایک منصوبے کے تحت خانہ جنگی کی آگ لگادی گئی ہے، مسلمانوں پر جنگ مسلط کردی گئی ہے، مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے، انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی جارہی ہے، جنگی قوانین سے انحراف کیا جارہا ہے، ان عوامل کو دیکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ مسلم نوجوانوں میں انتقام کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے اور وہ شعوری اور غیر شعوری طور پر اپنی دفاع کے لئے جارحانہ اقدامات شروع کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔

ان سوالات سے قطع نظر کہ ایسے اقدامات کے نتائج کیا ہوں گے ؟ مسلمانوں کے حقوق کے لئے کہاں تک مفید ثابت ہو سکتے ہیں ؟ کیونکہ ہر عمل کا رد عمل ہوتا ہے، آج مغربی ممالک کو رد عمل کا سامنا ہے، دنیا امن کی تلاش میں ہے اور دنیا کی سرزمین سے فساد اور دہشت گردی ختم کرنے کے لئے اقدامات بھی کئے جارہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب تک دنیا کے طاقتور ممالک اپنے مفادات کی لالچ سے پیچھے نہیں ہٹیں گے دنیا میں امن اور استحکام ایک خواب ہوگا۔ دنیا میں قیام امن کے لئے ضروری ہے کہ مغربی ممالک اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کریں اسی طرح فلسطین اور شام سے متعلق امریکہ، روس، فرانس اور برطانیہ غیر جانبدارانہ پالیسیاں وضع کریں اور مسلم ممالک میں جنگ کو ہوا دینے کی پالیسی سے گریز کریں۔

اس حقیقت سے کوئی ذی شعور شخص انکار نہیں کر سکتا کہ دنیا میں اس وقت جتنے بھی مسائل اور مشکلات موجود ہیں وہ مغربی ممالک کے توسیع پسندانہ عزائم اور غیر انسانی اقدامات کی ذہنیت کی وجہ سے ہیں، مشرق وسطی میں اسرائیل اور بشارالاسد دونوں مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہا رہے ہیں اور ہر گزرتے دن کے ساتھ اس میں اضافہ ہو رہا ہے، لوگوں کو دہشت گردی اور شدت پسندی کے عنوان کے تحت گمراہ کیا جارہا ہے، یوں معلوم ہوتا ہے کہ مستقبل قریب میں دنیا میں تیسری عالمی جنگ شروع ہونے والی ہے، خدانخواستہ اگر دنیا میں تیسری عالمی جنگ شروع ہوئی تو اس کی تمام تر ذمہ داری امریکہ اور مغربی ممالک پر عائد ہوگی جو اس جنگ کو ہوا دینے کی کوشش میں معروف ہیں۔

یہی وہ وجوہات ہیں کہ آج دنیا بدامنی کی آگ میں جل رہی ہے، فرانس کے واقعہ میں بہت ساری قیمتی جانیں ضائع ہوئیں، کوئی شخص اس طرح کے واقعات کی حمایت نہیں کر سکتا لیکن افغانستان، کشمیر، فلسطین، برما، شام اور عراق میں مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں آخر کیا یہ انسان نہیں ہیں، مسلمانوں کے اس قتل عام پر دنیا کیوں خاموش ہے ؟ کیوں کوئی ملک اس پر سوگ منانے کا اعلان نہیں کرتا ؟ کیا انسانیت میں فرق ہے ؟ انسانی اقدار میں فرق ہے ؟ مغربی ممالک اور مسلم ممالک کے انسانوں میں فرق ہے ؟ کیا مسلمان انسان نہیں ہیں ؟ کیا مسلمانوں کا قتل عام جائز ہے ؟ کیوں لوگ معصوم بچوں اور خواتین کے قتل عام پر افسوس کا اظہار نہیں کرتا ؟ اسی امتیازی سلوک اور استعماری قوتوں کی جارحانہ و ظالمانہ پالیسیوں نے دنیا کو آگ میں دھکیل دیا ہے، اسی وجہ سے آج ہر شخص پریشان ہے، دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ دراصل امریکہ کی ضرورت ہے، وہ اس جنگ کی آڑ میں مسلمانوں کے وسائل پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے، وہ اس جنگ کے ذریعے اپنے مفادات کو تحفظ فراہم کر رہا ہے، یہ سب کچھ ایک منصوبے کے تحت کیا جارہا ہے، امریکہ پوری دنیا پر اپنی حکومت قائم کرنے کا خواب دیکھ رہا ہے اور اسی کوشش میں معروف ہے لیکن اللہ کے فضل سے عراق اور افغانستان میں امریکہ عبرتناک شکست سے دوچار ہوا، مجاہدین نے اس کے تمام عزائم خاک میں ملا دیئے اور اس کا غرور ختم کردیا۔

معسکر خالد بن ولید کی رپورٹ

ترتیب: محمد الیاس عاصم

امریکی جارحیت کے آغاز سے ہی جاری جہاد کو مضبوط کرنے اور مزید طاقتور بنانے کے لیے امارت اسلامیہ کی قیادت اور رہبری شوری الحمدللہ مجاہدین کی مکمل تربیت کی جانب متوجہ رہی۔ ہر سال اس میں نئی اختراعات کی گئیں۔ جہادی حالات کے مطابق مجاہدین کو خوب اچھی طرح سے تربیت دی گئی۔ ابتداء میں جارحیت پسندوں کے خلاف آمنے سامنے کی جنگ سے لے کر گمات حملے، بارودی سرنگ کی تنصیب، فدائی حملوں اور پھر محاذوں کے حملوں تک جنگ کے مختلف مراحل کی تربیت یہاں سکھائی جاتی ہے۔ مجاہدین کی صف میں تقوی اور جدت لانے کے لیے امارت اسلامیہ کی تشکیلات میں سب سے موثر ادارہ معسکر ہے۔ امارت اسلامیہ کے معسکرات یا مجاہدین کی تربیت گاہیں دن بدن ترقی کرتی جارہی ہیں۔ دشمن کے تمام چالوں کے مقابلے میں تمام تر ضروری اقدامات کیے گئے ہیں اور دنیا کی جانب سے ترقی یافتہ اور مضبوط اسلحہ کے خلاف مقابلے کا طریقہ مجاہدین کو سکھایا گیا ہے۔

روحانی اور اخلاقی پہلو سے لے کر عسکری اور جسمانی تربیت تک مجاہدین کے معاملات میں مثبت تبدیلی لائی ہے۔ ہر مجاہد اللہ تعالی کے سامنے تعہد، تقوی، اصلاح نیت، اطاعت امیر، وحدت صف، اپنے عوام کے ساتھ بہتر سلوک اور معاشرے میں نیک رجحانات پھیلانے کی جانب متوجہ رہتا ہے۔

اسی بہترین تربیت کا نتیجہ تھا کہ بہت سی سازشوں، دشمن کے مختلف منصوبوں اور دباؤ کے باوجود دشمن پھر بھی چودہ سالوں میں مجاہدین کو منحرف کرنے میں کامیاب نہ کرسکا۔ ان کی نیت کمزور نہ کرسکا۔ ان کا ارادہ متزلزل نہ کرسکا اور خدانہ کرے جہادی صف میں مجاہدین کے درمیان کوئی بے اتفاقی یا اختلاف نہ لاسکا۔

عسکری تربیت گاہ کی برکت سے دشمن کے خلاف بہت بڑے اور پیچیدہ حملے مرتب کیے گئے جس نے دشمن کو حیران و پریشان کردیا۔

فدائی مجاہدین کی تربیت ہی وہ ذریعہ تھا جس کے مقابلے میں امریکا اور اس کے 49 اتحادیوں کی ٹیکنالوجی ناکام ہوگئی اور آج تک کسی بھی ذریعے سے اس کا راستہ نہیں روکا گیا۔ اس کے بعد گزشتہ ایک سال سے ملک کے طول و عرض میں جہادی صفوں کا بنایا جانا اور پھر انتہائی مضبوط جذبہ، منظم شکل اور انتہائی مدبرانہ قیادت کے ساتھ جہادی صف کی تعمیر و تشکیل اس کا ایک اور کمال تھا جس کی وجہ سے اندرونی و بیرونی دشمن روزانہ بھاری نقصانات اپنے ہاتھوں سے نکلتے علاقوں کا مشاہدہ کررہا ہے۔

مختصر طور پر کہیں گے کہ اس رپورٹ میں ان تمام شہکاروں سے بہترین ایک مرکز یعنی امارت اسلامیہ کے عسکری تربیت گاہ اور مجاہدین کی تربیت کے ایک مضبوط دستگاہ کا مشاہدہ کیا ہے۔ قارئین کو وہاں کے صبح و شام، وہاں کے رہنماؤں، اساتذہ اور تربیت کا حال بتایا جائے گا۔ اور امارت اسلامیہ کے ستونوں کی مضبوطی کے لیے اسے سب سے اہم مرکز قرار دیں گے۔

یہ مرکز خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کے نام سے جہادی معسکر ہے جس کی تاسیس اور مضبوطی کے لیے اس کے ذمہ داران بہت محنت کی اور الحمدللہ اس کا ثمرہ پوری امارت اسلامیہ اور عوام دیکھ رہے ہیں۔

ہم خالد بن ولید معسکر کے بہت سے سیکیورٹی اور احتیاطی بیریئرز سے گزرے۔ یہ معسکر انتہائی اچھی جگہ پر واقع ہے۔ یہاں داخل ہونے کے لیے شرائط بہت سخت تھے۔ امارت اسلامیہ کے بہت سے قائدین اور ذمہ داران بھی یہاں داخل ہونے میں ناکام رہے۔

ذمہ داران نے بہت مشکل سے اور انتہائی محدود صورت میں ہمیں اندر جانے کی اجازت دی تاکہ معسکر کا نظارہ کریں اور اس پر ایک رپورٹ مرتب کریں۔

معسکر ایسا بنایا گیا تھا کہ اس میں بہت زیادہ تعداد میں رہنے کے لیے کمرے، سپورٹس اور عسکری تربیت کا میدان، گرمی اور سردی کے ساتھ بدلتے موسم میں مناسب ماحول، شمسی توانائی کے استعمال سے چوبیس گھنٹے دستیاب بجلی، کھانے پینے کا منظم انتظام اور ایک مجاہد کی تربیت کے لیے تمام ضروری اشیاء کا انتظام کیا گیا تھا۔

ہم معسکر کے اندر گئے اور ایک اونچے ٹیلے سے صفوں میں کھڑے مجاہدین کی تربیت کا نظارہ کیا۔ سب اپنے عسکری ملبوسات پہنے ہوئے تھے اور بہت ڈسپلن سے تربیتی منازل طے کررہے تھے۔ فضا جہادی تربیت کے گردوں سے معمور تھی اور تکبیر کی ملکوتی آوازیں گونج رہی تھیں۔ اس معسکر میں اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کرنے کے علاوہ معسکر ایک ذمہ دار، ایک استاد اور زیر تربیت شاگرد سے مختصر گفتگو کی جو ذیل کی سطروں میں آپ کے توجہ کی نذر کی جارہی ہے۔

معسکر کے ذمہ دار حاجی آغا سے گفتگو:

معسکر کے ذمہ دار حاجی آغا سے ملنے اور سلام ودعا کے بعد ہم نے ان سے سوال کیا کہ معسکر کی بنیاد کیسے رکھی؟ امارت اسلامیہ معسکرات کی اہمیت کو کس نگاہ سے دیکھتی ہے اور اس معسکر کا ابھی کتنا عرصہ ہوا ہے کام کرتے ہوئے؟

جواب: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگرچہ ماضی میں جہادی صفوں معسکروں کی موجودگی کی جانب توجہ بہت کم تھی اور ہر جگہ مجاہدین اپنی مدد آپ کے تحت لڑتے یا جہادی تربیت حاصل کرتے۔ مگر اب کافی عرصہ ہوا ہے کہ الحمدللہ امارت اسلامیہ کے رہنماؤں اور رہبری شوریٰ سمیت تمام عسکری ذمہ داران، گروپ کمانڈرز اور عام مجاہدین معسکر کی اہمیت سے واقف ہوچکے ہیں۔ اس سے جہاد کو فائدہ ملا ہے۔ دشمن کے مقابلے میں مجاہدین کی صف بہت مضبوط اور منظم ہے۔

مجھے اس معسکر کی تاسیس اور سرپرستی کی ذمہ داری سونپی گئی جب میں بھی اس شعبے کا باقاعدہ پیشہ ور ماہر نہیں تھا، مجھے عسکری تربیت کے اسرار ورموز سے زیادہ واقفیت نہیں تھی۔ مگر وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ معسکر اور مجاہد کی تربیت کی اہمیت میرے سامنے واضح ہوئی اور معسکر کی خدمت کا جذبہ اور بھی بڑھنے لگا۔ پھر مجھے اس بات کی فکر لاحق ہوگئی کہ میں قیادت کو معسکر کی موجودگی، اس کی ترقی اور پھر مجاہد کی تربیت کی اہمیت پر کس طرح قائل کروں گا۔

جب میں امیر المومنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ سے ملنے گیا تو میں ابھی یہ الفاظ سوچ رہا تھا کہ کس طرح منصور صاحب کی توجہ معسکر کی جانب مبذول کراوں اور انہیں معسکر کی اہمیت سے آگاہ کروں۔ مگر ہوا یہ کہ جب میں ملا اور معسکر کی بات شروع کی تو خود منصور صاحب نے مجھے معسکر کی اتنی اہمیت سمجھائی کہ میں حیران رہ گیا۔ جتنا میں سمجھتا تھا امیر المومنین مجھ سے زیادہ اس کی اہمیت سے واقف تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خود منصور صاحب بھی معسکر میں رہے تھے۔ معسکر سے فارغ ہوئے تھے اور جہاد کے لیے وہاں عسکری تربیت کا اچھا ماحول دیکھا تھا۔

انہیں معسکر کے حالات کا بخوبی اندازہ تھا۔ مثلاً جب معسکر کا افتتاح ہورہا تھا تب موسم بہت سرد تھا۔ ہمارا منصوبہ یہ تھا کہ معسکر میں مجاہدین کے لیے رہائش کی جگہ زیرزمین بنائیں گے۔ مجاہدین کے لیے گرم کپڑے مہیا کریں گے۔ اس حوالے سے ہم نے امیر المومنین سے مصارف طلب کیے اور مشورہ مانگا کہ اگر وسائل مہیا نہ ہوسکیں تو کیا کریں سردیوں میں معسکر چھٹی کریں اور خود صحراؤں سے گھروں کو منتقل ہوجائیں اور مجاہدین کے لیے گرم رہائش گاہیں آبادیوں میں بنائیں؟

امیر المومنین حفظہ اللہ نے کہا جب ہم جہادی تربیت حاصل کرتے تھے تو ہم نہ بہت گرم علاقوں میں رہتے تھے اور نہ انتہائی سرد علاقوں میں۔ کیوں کہ اگر سرد علاقوں میں سردی سے بچنے کے لیے گرم رہائش گاہیں اور وسائل مہیا بھی کردیں تو رہنے کے لیے تو تربیت اور سپورٹس کے وقت کیا کریں گے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ معسکر میں مجاہدین کی تعداد کم رکھی جائے اور آبادیوں کے قریب جائیں وہاں رہائشی جگہیں بنائیں۔

سوال: کیا امیر المومنین حفظہ اللہ آپ سے مصارف اور دیگر امور میں تعاون کرتے ہیں؟

جواب: جی ہاں میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ امیر المومنین نے خود بھی عسکری تربیت حاصل کی تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ کس قدر اس کی اہمیت سے واقف ہیں۔ انہوں نے مصارف کا پورا اطمینان دلایا۔ امیر المومنین کی باتوں نے مجھے اور بھی اس کام کی جانب متوجہ کیا۔ میرا شوق اور بڑھا۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ ڈھائی سال میں ہمارے معسکر سے مجاہدین کے 12 گروپ تربیت حاصل کرکے نکل چکے ہیں۔ سال میں ہم 5 کلاس فارغ کرتے ہیں۔ اب تک ہمیں کوئی مشکل اور کوئی مسئلہ درپیش نہیں آیا۔

سوال: معسکرات کی بہت زیادہ کامیابی جس کی وجہ سے جہادی صف کو تربیت یافتہ مجاہدین ملے۔ اور عسکری صفوں کو بہت سی کامیابیاں ملیں اس کی وجہ آپ کیا بتائیں گے؟

جواب: معسکرات کی ترقی میں ایک تو جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ قیادت کی خاص توجہ اور تعاون، دوسری جانب یہاں کے انسٹرکٹرز، انتظامی ذمہ داران اور اور مجاہدین نے بہت زیادہ محنت کی ہے۔ انتہائی اخلاص کا مظاہرہ کیا، زحمتیں اٹھائیں اور انتہائی شدید حالات میں اپنا کام آگے بڑھایا۔ کسی خطرے سے ڈرے نہیں۔ مجاہدین کی اچھی تربیت میں چاہے وہ اخلاق لحاظ سے ہوں یا عسکری شعبے میں دونوں شعبوں میں بہت محنت کی ہے۔ ہم سے بہت تعاون کیا۔ یہی کوششیں، اخلاص اور تعاون تھا جس نے مل کر معسکر کو کامیاب بنایا۔

اس کے علاوہ ہم نے امارت اسلامیہ کے دیگر معسکرات سے معلومات حاصل کیں۔ ان معسکرات سے فارغ ہونے والے مجاہدین سے مشورہ طلب کیا کہ ہماری کمزوریوں پر ہمیں متوجہ کریں۔ چاہے وہ مجاہدین کی اخلاقی اور بدنی تربیت کے شعبے میں ہو چاہے معسکر کے انتظامی شعبے میں ہو دیگر لازمی حصوں میں۔ اس طرح ہم نے اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں پر قابو پایا ہے اور اب الحمدللہ مجاہدین کو بہت اچھے طریقے سے تربیت دی جاتی ہے جس سے جہادی صف کو مضبوطی ملتی ہے جنہیں آپ قریب سے دیکھ رہے ہیں۔

سوال: یہاں آپ کا یا اساتذہ کا مجاہدین سے سلوک کیسا ہے کیا مجاہدین مطمئن ہیں؟

جواب: اس سوال کے جواب میں، میں آپ کو ایک مجاہد کا چھوٹا سا واقعہ سناتا ہوں۔ یہاں ہمارے ساتھ زابل کا ایک مجاہد رہتا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ میں نے کہیں اور بھی عسکری تربیت دیکھی ہے۔ مگر وہاں اساتذہ کا رویہ بہت سخت ہوتا تھا۔ وہ بہت غصے میں ہوتے تھے جن سے ہم ضروری بات بھی نہیں کرسکتے تھے۔ مگر یہاں اس معسکر میں اساتذہ کی شفقت، الفت اور محبت کی وجہ سے میں ڈرتا ہوں کہ آخر ہم اپنے اساتذہ اور ساتھیوں سے الگ کیسے ہوں گے۔ کیوں کہ ان کی جدائی کا لمحہ بہت ناقابل برداشت ہوگا۔

اور واقعتا جب یہاں سے شاگرد فارغ ہوتے ہیں اور اپنے اساتذہ اور معسکر سے رخصت لیتے ہیں تو وہ غم اور آنسوؤں کا ایک دلناک منظر ہوتا ہے۔ بہت محبت اور الفت کے باعث ایک دوسرے سے الگ ان کے لیے مشکل ہوتا ہے۔ میں نے خود یہ منظر اپنی

آنکھوں سے دیکھا ہے کہ مجاہدین نمناک آنکھوں اور آنسوؤں کی برسات میں یہاں سے نکل رہے ہوتے ہیں۔

سوال: آپ معسکر میں مجاہدین کو خوراک، لباس اور دیگر ضروریات کس طرح مہیا کرتے ہیں؟

جواب: امارت اسلامیہ کے اقتصادی استطاعت کے مطابق ہم نے یہاں معسکر کے مجاہدین کو خوراک اور لباس کا اچھا انتظام کیا ہے۔ کھانا ڈاکٹروں کے مشورے کے مطابق اس طرح دیا جاتا ہے کہ جسمانی تربیت کے دوران جو انرجی ضائع ہوتی ہے وہ پھر سے پوری ہوتی رہے۔ گوشت، چاول، لوبیا، چنا، شکر قندی اور دیگر ضروری اشیاء پکائی جاتی ہیں۔ اسی طرح مجاہدین کے معسکر کے کپڑے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان کا ایک خاص یونیفارم ہے۔ جو شرعی طریقے پر بنایا گیا ہے۔ کھلا ڈھلا ہے جس میں جسم تنگی بھی محسوس نہیں کرتا اور عسکری تربیت میں بھی آسانی رہتی ہے۔ کمانڈو کلر میں بنایا گیا ہے۔ خوب مضبوط بوٹ دوڑنے میں آسانی رہتی ہے۔ یہ وسائل ہم نے انہیں مہیا کیے ہیں۔ سر پر باندھنے کے لیے خصوصی رومال دیے گئے ہیں جس سے سر کو ڈھکا جاتا ہے۔ اس لباس کی بناوٹ میں بھی مجاہدین کی استراحت کا بھی خیال رکھا گیا ہے اور نمازوں کی ادائیگی کا بھی۔ اسی طرح یہاں باورچی خانہ جس میں اچھے باورچیوں کا تقرر کیا گیا ہے۔ تندور معسکر کے اندر ہے۔ مریضوں کے لیے معسکر کے اندر ایک کلینک بھی قائم ہے جو ابھی آپ کو دکھایا جائے گا۔ تمام لازمی علاج موجود ہے۔ ابتدائی طبی امداد کے ڈاکٹرز موجود ہیں۔ یہاں تین دن قبل ایک مجاہد شدید بیمار ہوا اب بھی یہاں کلینک میں بستر پر موجود ہے۔ اس کی تمام تر تیمارداری معسکر کے اندر کی گئی۔

سوال: آپ نے یہاں معسکر میں مجاہدین کی روزانہ تعلیم کا آغاز کس طرح کیا۔ سپورٹس، عسکری تربیت، پھر درس، اخلاقی تعلیم، دینی تربیت، جہاد کے احکام مجاہدین کو سمجھانا، مجاہدین کو حالات حاضرہ پر معلومات دینا اس حوالے سے مختصر معلومات دیں؟

جواب: ہمارے معسکر کی تقسیم الاوقات چار حصوں پر کی گئی جس میں زیادہ توجہ اصلاحی دروس، اخلاقی تربیت اور دینی تعلیم پر کی گئی خصوصاً جہاد کے حوالے سے معلومات پر اوقات کو تقسیم کیا گیا ہے

پہلے حصے میں مجاہدین کو ایک دورے میں سورۃ الانفال اور سورۃ التوبہ کا پورا ترجمہ اور تفسیر پڑھایا جاتا ہے۔ مشکوۃ شریف کا کتاب الامارۃ والقضاء اور کتاب الجہاد اور اسی طرح سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہی شعبے میں فقہ کے لازمی احکام مجاہدین کو پڑھائے جاتے ہیں۔

دوسرا حصہ عسکری تعلیم پر مشتمل ہے۔ اس میں ان تمام اسلحوں کے بارے میں جو مجاہدین کے ہاتھوں استعمال ہوتے ہیں فنی شکل میں پڑھایا جاتا ہے۔ جس میں تمام اسلحوں، دوربین اور ان کے متعلق دیگر چیزوں کے بارے فنی اعتبار معلومات دی جاتی ہیں۔ دھماکہ خیز مواد، بارود کے تمام فارمولے، بارودی سرنگ بنانے کا طریقہ اور اسی طرح کے دیگر اشیاء

تیسرے حصے میں سپورٹس اور عسکری ریاضت و تحریک دی جاتی ہے۔ جس میں وہ تمام اقسام کی تیکنیک، اسلحہ کے استعمال کا طریقہ اور مجاہدین کی جسمانی ورزش، مناسب دوڑ اور کھیل وغیرہ شامل ہیں۔

چوتھا حصہ: عمومی علمی موضوعات اس میں بھی اکثر علوم شامل ہیں جیسے انٹیلی جنس معلومات جس میں دشمن کی پہچان، دشمن کے درمیان سے معلومات جمع کرنا اور اسی طرح مجاہدین کو دشمن کی سازشوں اور چالوں سے آگاہ کرنا اور اس علم میں اور بہت سی اس طرح اشیاء شامل ہیں جو مجاہدین کو فکری لحاظ سے بیدار رکھتی ہیں۔ اسی طرح نقشہ پڑھایا جاتا ہے جس میں جغرافیہ اور سیاسی جغرافیہ پڑھایا پڑھایا جاتا ہے جس سے بڑے اسلحوں کے اہداف اور رینج کے متعلق معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اس میں مجاہدین کو سیاسی حوالے سے بہت سی معلومات ملتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جی پی ایس، وائرلیس اور دیگر ایسی اشیاء جس کی مجاہدین کو ضرورت ہوتی ہے سب پڑھائی جاتی ہیں۔

عام طور پر وقت کی کمی کی وجہ سے دورے کا دورانیہ کم ہوتا ہے ہماری کوشش ہوتی ہے کہ آنے والے مجاہدین کا تمام وقت فجر کی نماز کے بعد رات کو سونے تک سوائے کھانے اور دوپہر کے قیلولے کے سارا وقت مصروف رہے۔

ہمارے اس معسکر کے آغاز ہوئے ابھی ڈھائی سال ہوئے ہیں تقریباً 3000 مجاہدین فارغ ہوئے ہیں۔ فراغت کے بعد مجاہدین کو متعلقہ صوبوں میں جہادی محاذوں پر بھیجا گیا ہے۔ جن سے الحمدللہ محاذوں میں بہت سی مثبت تبدیلیاں دیکھنے میں آئی ہیں۔ میں مختلف صوبوں میں گیا ہوں ہر جگہ ہمارے معسکر سے فارغ ہونے والے مجاہدین سے ملاقات ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنے اپنے مقامات پر مجاہدین کے لیے تربیتی کام شروع کر رکھے ہیں۔ دلچسپ بات تو یہ تھی کہ ہر جگہ لباس اور دیگر تمام درسی نظام تک سب کچھ ہمارے معسکر کا طرز و طریقہ کاپی کیا گیا تھا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے طلبہ اپنے اساتذہ سے کتنی محبت کرتے ہیں۔

اسی طرح مجھے یاد ہے کہ بہت سے مقامات پر دشمن مجاہدین پر پوری جرات سے ٹینک لے کر چڑھ دوڑتا اور مجاہدین کو بآسانی شہید کر ڈالتا، مگر جب معسکر کے مجاہدین پہنچے تو حالات بالکل ہی بدل چکے ہیں۔ دشمن کو شدید نقصانات ہو رہے ہیں، بہت کم لاگت سے مجاہدین نے دشمن کی بڑی بڑی کانوائے کو توڑ کر رکھ دیا اور علاقے قبضے میں لے لیے۔

آپ کبھی کبھی سنتے ہوں گے کہ دشمن آپریشن کے دوران جھوٹے دعوے کرتا رہتا ہے کہ ہمارے ساتھ غیر ملکی لوگ ہیں جو لڑتے ہیں۔ کبھی تو بعض ممالک کے جرنلوں اور افسروں کا بھی نام لیتے ہیں کہ یہ لوگ مجاہدین کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف لڑ رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس طرح کے دعووں کی ایک وجہ یہی ہمارے تربیت یافتہ مجاہدین کی جہادی صفوں میں شمولیت ہے۔ کیوں کہ جب بھی مجاہدین نے دشمن کے خلاف اچھے تیکنیک استعمال کر کے کارروائی کی ہے دشمن بہت آسانی سے شکست کھا کر بھاگا ہے۔ اس لیے پھر دشمن سوچتا ہے کہ یہ سب طالب تو نہیں کر سکتا اس لیے پھر وہ دوسرے ممالک کا

نام لیتے ہیں۔ مجاہدین کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ مجاہدین ہمارے معسکروں سے فارغ ہونے والے مجاہدین ہیں۔

ہمارے ہاں جہادی محاذوں کی ایک مثال ہے کہ ایک مجاہد نے اپنے بڑے سے کہ مجھ راکٹ یا 62 گن کا ایک گولہ دو اگر ایک ہی وار میں ٹینک تباہ نہ کیا تو اس گولے کی قیمت میں واپس کروں گا۔ یعنی اسے اپنے نشانے پر سو فیصد بھروسہ ہوتا ہے۔

اسی طرح آج کل امارت اسلامیہ کے عسکری قطعات میں جو مجاہدین زیادہ بہتر کردار ادا کرتے وہ ہمارے معسکروں کے فارغ ہونے والے مجاہدین ہی ہوتے ہیں۔ جس نے جنگ کو محاذوں کی صورت دی اور پوری جہادی صف کو قوت بخشی۔

سوال: ابھی جب ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کا یہ معسکر مرکزی معسکر معلوم ہوتا ہے آپ کے اس طرح کے دیگر معسکر بھی ہیں جو ہر صوبے میں مجاہدین کو بآسانی تربیت دے سکیں؟

جواب: جی الحمد للہ ہماری یہ سوچ ہے کہ ہر صوبے میں ایک معسکر ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے ہم نے بہت سے صوبوں کے دورے بھی کیے ہیں۔ اب بھی بہت سے صوبوں میں ہمارے معسکر موجود ہیں۔ اور بہت سے مجاہدین ان میں زیر تربیت ہیں۔ جس طرح عمدہ مراکز جو ملک کے طول و عرض میں واقع ہیں ان میں چار اچھے معسکرات ہیں۔ اول حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالی عنہ مرکز۔ دوسرا مرکز حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح۔ تیسرا مرکز حضرت زبیر ابن العوام اور چوتھا مرکز حضرت ابودجانہ کے نام سے موسوم ہے رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین۔ مگر معسکرات بنانا اتنا آسان بھی نہیں اس کی مشکلات بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ انتظامات کا خیال رکھنا، سیکورٹی کے اعتبار سے تحفظ دینا، اسے خفیہ رکھنے کے طریقے ڈھونڈنا اور اسی طرح مصارف کے لیے ضروری تدابیر اختیار کرنا۔ کہ ان سب میں کچھ نہ کچھ وقت تو لگتا ہے۔

سوال: جتنا ہمارا تجربہ ہوا ہے کہ معسکرات سے فارغ ہونے والے مجاہدین کے محاذوں پر پہنچنے سے مجاہدین کی صفوں میں نقصانات کم ہوگئے ہیں۔ کیا آپ نے ایسا کچھ محسوس کیا ہے؟

جواب: جی ہاں فطری بات ہے کہ ٹریننگ کے دوران تربیت حاصل کرنے سے مجاہدین دشمن کے مقابلے کی اچھی قوت حاصل کر لیتے ہیں۔ بہت سے خطرات سے خود کو بچا لیتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے نقصانات کم ہوگئے ہیں۔ اسی طرح دشمن کے نقصانات میں اضافہ اس لیے ہوا ہے کہ مجاہدین کے اکثر حملے دشمن پر لگ جاتے ہیں ضائع نہیں جاتے۔ مجاہدین کو فنی باریکیاں اور عملی طریقہ کار کی نزاکتیں سمجھ آگئی ہیں۔ مجاہدین کو اپنے اسلحوں پر اعتماد آگیا ہے۔ مگر ان سب کے ساتھ ایک اور اہم بات یہ ہوئی اس طرح ہمارے مصارف میں کمی آگئی۔ ایک ذمہ دار مجاہد نے مجھ سے آپ لوگوں معسکر کھول کر بہت اچھا کیا اللہ تعالی آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ میرے سارے مجاہدین آپ کے معسکر سے مختلف دوروں میں فارغ ہوئے ہیں۔ اس طرح میرے مصارف میں بہت کمی آگئی ہے۔ کیوں کہ پہلے اہم ہتھیار خریدنے خصوصا گولیاں خریدنے میں میری بہت سی رقم ضائع ہو جاتی۔ اب ایک بہت بڑی جنگ میں بھی ہماری بہت کم گولیاں خرچ ہوتی ہیں

۔ کیوں کہ مجاہدین اپنی اہلیت کی بنیاد پر بے جا فائرنگ نہیں کرتے۔ پیشہ مہارت کی برکت سے دشمن کو بہت باریکی سے نشانہ بناتے ہیں۔ جس سے ہماری پیش رفت بھی تیز ہو جاتی ہے، دشمن کا نقصان بھی بہت ہوتا ہے اور ہمارے مصارف بھی کم ہوتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل میں خود ایک جنگ میں پھنس کر رہ گیا تھا۔ دشمن کی جانب سے مورچہ بندی کی گئی تھی۔ میرے ساتھ تربیت یافتہ ساتھی تھے۔ میرا خیال ہے اس جنگ میں ہم ضرور سینکڑوں کی تعداد میں راونڈ فائر کرتے مگر تربیت یافتہ ساتھیوں کی مہارت سے ہم نے صرف 42 گولیاں فائر کیں اور دشمن کو پیچھے دھکیل کر ان کے دائرے سے نکل آئے۔

ابھی حال ہی میں مجاہدین کو عسکری تربیت کے ساتھ ساتھ طبی حوالے سے بھی تربیت دی جا رہی ہے۔ کہ خدا نخواستہ اگر کوئی ساتھی زخمی ہو جائے تو اسے ابتدائی طبی امداد کس طرح دی جائے۔ کن دواوں کا استعمال کیا جائے۔ اپنے زخمی ساتھیوں کو کس طرح منتقل کیا جائے۔ اس طرح بھی ہم جہادی تحریک کے نقصانات کم کر سکتے ہیں اور اس کا اور بھی موثر فائدہ ہوگا ان شاء اللہ

سوال: بہت سے مقامات پر ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ دشمن کبھی کوشش کرتا ہے کہ مجاہدین کی گولیاں ضائع کر دے۔ مثلا ایک مقام پر مجاہدین پر فائر کر دیتے ہیں مجاہدین وہاں بہت زیادہ فائرنگ کرتے ہیں تو دشمن دوسری جانب سے دوسرے طریقے سے حملہ آور ہو جاتا ہے۔ آپ تربیت کے دوران ایسی چیزوں کی جانب مجاہدین کو متوجہ کرتے ہیں ؟ دوسری اہم بات یہ کہ مجاہدین کی تربیت کے سلسلے میں کبھی کبھی دشمن کی صفوں سے بھی ٹیکنیک کے حوالے ان کے انٹیلی جنس معلومات جمع کر کے مجاہدین کو دیں جس مجاہدین کو انہیں کے طرز پر تربیت ملے؟

جواب: جی ہاں میں پہلے کہہ چکا ہوں ہماری عسکری تربیت کا ایک اہم حصہ انٹیلی جنس تعلیمات ہیں۔ اس میں اساتذہ طلبہ کو دشمن کے تمام ٹیکنیکوں کے متعلق معلومات دیتے ہیں۔ اور ان کے خلاف جوابی کارروائی کا طریقہ سکھاتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں ہم چودہ سال سے امریکا کے خلاف جنگ میں معروف ہیں۔ دشمن کا ہر قسم کا حربہ ہم جان چکے ہیں۔ اور اس کے خلاف ضروری اقدامات بھی کیے ہیں۔

سوال: آپ نے بتایا کہ ہم یہاں مجاہدین کی اخلاقی اعتبار سے تربیت کرتے ہیں اور جہاد کے دینی سے باخبر کرتے ہیں۔ تو اس نصاب میں یہ بھی شامل ہے کہ نہیں مجاہدین جہاد کے دوران عوام کا بہت خیال رکھیں۔ عام لوگوں کے جان و مال کا تحفظ کریں۔ لوگوں سے اچھا سلوک کریں۔ کسی کو بلاوجہ پریشان نہ کریں۔ کسی کو ناحق خوف زدہ نہ کریں۔ ظلم اور سختی کا نشانہ نہ بنائیں۔ لوگوں کی گاڑیاں، گھر، باغ، کھیت، دوکان اور دیگر املاک کو نقصان نہ پہنچائیں۔ ان چیزوں کی جانب مجاہدین کو توجہ دلائی جاتی ہے؟

جواب: جی ہاں الحمد للہ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ ہماری تعلیم کا ایک حصہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام سے سلوک ذکر کیا گیا ہے۔ مثلا جہاد کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کس

طرح سلوک کرتے تھے۔ حتی کہ دشمن کے ساتھ کیسا سلوک کرتے تھے۔ دعوت کا کام کس طرح آگے بڑھاتے تھے۔ مثلاً ایک قبیلے کے سربراہ کے لیے آپ نے اپنی چادر اس لیے بچھائی تاکہ اس کا دل آپ کی جانب مائل ہو جائے۔ ایک شخص ثمامہ بن اوثال جس کا نام تھا وہ یمامہ کا رہنے والا اور حنیفہ قبیلے سے اس کا تعلق تھا۔ اسے کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے بھیجا تھا۔ صحابہ کرام نے اسے گرفتار کیا اور مسجد نبوی کے دروازے کے ساتھ باندھ دیا۔ تاکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے معمولات کا مشاہدہ کرے۔ یہی وجہ تھی کہ تیسرے دن وہ ایمان لے آیا۔ اس طرح مختلف اقوام کے لوگوں، کفار کے نمائندوں اور نمایاں شخصیات حتی کہ جنگ کے دوران کفار کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک کیسا رحمدلانہ اور مشفقانہ تھا۔ یہ سب ہمارے لیے نمونہ ہیں اور ہمیں ان کی اقتدا کرنی چاہیے۔ اور اسی طرح جہاد کریں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے کیا۔ ایک شخص کافر ہوتا تھا اور اس نے بہت سے صحابہ کرام کو شہید کیا ہوتا تھا۔ مگر جب مسلمان ہو جاتا تھا تو اس کے لیے سب کچھ معاف ہو جاتا تھا۔ آج بھی ہمارا جہاد انتقامی عمل نہیں ہے۔ بلکہ ہم اللہ تعالی کی رضا کی خاطر اللہ تعالی کی مخلوق کو اللہ تعالی کے حکم سے دین کی جانب بلاتے ہیں۔ تو پھر ضرور بالضرور اسی طریقے سے بلائیں گے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یہ سب کچھ ہمارے مجاہدین کو پڑھایا جاتا ہے اور اس کی بہت تاکید کی جاتی ہے۔

معسکر کے استاذ سے گفتگو:

اس معسکر کے دورے کے موقع ہم نے چاہا معسکر کے عسکری تربیت کے استاذ محترم عمر خالد صاحب سے مختصر گفتگو کریں۔ معسکر میں تعلیم اور تدریب کے اجراء کے حوالے سے سوالات کریں اور مجاہدین کی تربیت کے سلسلے کے حوالے سے معلومات حاصل کریں۔ استاد سے ان کی تکالیف اور سعی کے متعلق ان کے تاثرات بھی حاصل کریں۔ حضرت خالد بن ولید معسکر کے استاد خالد صاحب صوبہ سرپل کے رہائشی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں ان سے سوالات کریں:

سوال: استاد محترم مہربانی فرمائیں پہلے قارئین کو اپنا تعارف کرائیں؟

جواب: میرا نام عمر خالد ہے۔ میرا تعلق سرپل سے ہے۔ اور اب معسکر خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ میں عسکری امور کے استاد کی حیثیت سے ذمہ داری نبھا رہا ہوں۔ اور اپنا اکثر وقت جہادی عسکری تجربات کرنے اور پھر انہیں مجاہدین کو سکھانے میں صرف کر رہا ہوں۔

سوال: آپ نے تمام تر جہادی کاموں میں سے معسکر کا انسٹرکٹر ہی بننا کیوں پسند کیا؟

جواب: میں ایک مرتبہ دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو کر اسیر ہو گیا تھا۔ دشمن کی قید میں ایک مرتبہ مجھے احساس ہوا کہ ہمارے مجاہدین کو عسکری امور کی تربیت اور تنظیم کی اشد ضرورت ہے۔ جب میں جیل سے رہا ہوا تو میں نے جہادی معسکروں کی جانب رجوع کیا۔ پہلے میں نے بار بار خود عسکری آزمائشیں کیں، پھر عسکری ذمہ داران کے حکم پر میں نے اسی معسکر میں انسٹرکٹر کے طور پر خدمت کرنا شروع کیا۔

آپ نے ایک استاد کی حیثیت سے اپنی مصروفیت سے وقت نکال کر ہم سے گفتگو کی میں آپ کو بہت شکریہ ادا کرتا ہوں، جزاکم اللہ خیرا

معسکر کے ایک شاگرد سے گفتگو:

سوال: معسکر کے دورے میں ہم نے چاہا تربیت حاصل کرنے والے طلبہ میں سے معسکر کے ایک شاگرد سے جس کا تعلق کندوز سے مختصر سوالات کروں۔ یہاں پر سہولیات کے حوالے سے اور اسی طرح ذمہ داران اور اساتذہ کے سلوک اور رویہ کے حوالے سے ان سے سوالات کروں۔

جواب: میں مولوی ہمایون کندوز کے ضلع دشت ارچی کا رہائشی ہو دینی علوم سے فراغت حاصل کر چکا ہوں۔ معسکر میں یہ دوسری مرتبہ عسکری تربیت حاصل کر رہا ہوں۔ اس لیے میں نے چاہا کہ اپنے متعلقہ علاقے میں دیگر مجاہدین کی تربیت کے لیے استاد رہ جاؤں، ذمہ داران نے مجھے کہا کہ آپ دوبارہ تربیت حاصل کریں تاکہ اپنے علاقے میں اچھے طریقے سے عسکری تربیت کے لیے خدمت انجام دے سکوں۔

سوال: چونکہ آپ ایک دینی عالم ہیں۔ آپ نے کیوں عسکری تربیت کا ارادہ کیا اور دیگر علماء کا مشورہ کیا تھا کہ جہاد کو جاری رکھنے کے لیے کیا، کیا جائے؟

جواب: یہ تعلیم و تربیت میری نظر میں ہر مسلمان اور خصوصاً مجاہد کے لیے فرض ہے۔ کیوں جس طرح اللہ تعالی نے قرآن کریم میں واقیموا الصلوۃ کا حکم دیا ہے کہ نماز پڑھو اسی جہاد کا بھی حکم دیا ہے۔ وجاہدوا۔۔۔ جہاد کرو۔ اسی طرح حکم دیا ہے (وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم) یعنی تیاری کو کفار کے مقابلے میں جتنا ہو سکے۔ میں اعداد اور تربیت اور عسکری شعبہ میں کفار کے مقابلے میں خود کو تیار کرنا واجب سمجھتا ہوں۔ تمام علماء کرام یہ بات جانتے ہیں سب کا فریضہ بنتا ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق تیاری کریں۔ اور اب الحمد للہ ہر صوبے میں ہر جگہ عسکری تربیت کے لیے ایسے مقامات بنائے گئے ہیں اور ہر مجاہد آسانی سے تعلیم اور تربیت حاصل کر سکتا ہے۔ دیگر لوگوں کی بنسبت علماء کی زیادہ ذمہ داری ہے تاکہ لوگ انہیں کی اقتداء کریں اور عسکری تربیت حاصل کریں۔

سوال: یہاں آپ کو کیا سکھایا اور پڑھایا جاتا ہے تھوڑا سا مثالوں سے واضح کریں؟

جواب: یہاں عسکری تربیت، اسلحوں کا چلانا، دھماکہ خیز مواد وغیرہ کے علاوہ قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر بہت اچھے قابل اساتذہ اور مفتیان صاحبان کی نگرانی پڑھایا جاتا ہے۔ سیرت، صحابہ کرام کی تاریخ اور کارنامے، جہاد کا طریقہ یہ سب سکھایا جاتا ہے۔ یہ سکھایا جاتا ہے کہ جب تم لوگ معسکر سے نکل تو صرف لڑو نہیں بلکہ جہاد کرو یعنی ایک با اخلاق اور با کردار مجاہد بن جاؤ۔ جو ہر شخص کے حقوق جانتا ہے۔ اطاعت کرو، مسلمانوں کا خیال رکھو، نیت خالص للہ فی اللہ رکھو۔ ظلم اور زیادتی نہ کرو، جہاد کے آداب کی رعایت رکھو۔ بیت المال سے احتیاط کرو، لوگوں سے اچھا سلوک کرو۔ حتی کہ دشمن سے بھی اچھا اور سنت کے مطابق سلوک کرو۔ مقابلے کے موقع حقائق کا ادراک کرو اندھی لڑائی اور گمراہی سے بچو۔

احمد فارسی

افغانستان

نومبر 2015 میں

نوٹ: اس تحریر میں صرف ان واقعات اور دشمن کو پہنچنے والے ان مالی اور جانی نقصانات کا ذکر کیا گیا ہے، جو دشمن کی جانب سے منظر عام پر آئے ہیں۔ دشمن نے ان واقعات کی تصدیق بھی کی ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے الامارہ اور دوسری ویب سائٹس کا وزٹ کیجیے۔

ماہ نومبر بھی گزشتہ مہینوں کی طرح اہم سیاسی اور فوجی واقعات کا مظہر تھا۔ مجاہدین کی کاروائیاں اور فتوحات پہلے کی طرح جاری رہیں۔ اور دشمن کو شدید جانی اور مالی نقصانات اٹھانے پڑے۔

اس ماہ میں مجاہدین کی قوت پر دشمن کے برملا اعتراف سے لے کر کابل ادارے کی مکمل ناکامی کے بارے میں متعدد رپورٹس میڈیا کی زینت بنے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

غیر ملکی جارحیت پسندوں کو پہنچنے والے نقصانات:

چونکہ اس ماہ میں بھی غیر ملکی جارحیت پسندوں کو طالبان کی کئی تباہ کن حملوں کا سامنا کرنا پڑا اور اس مجاہد سرزمین سے کئی تابوت مغربی ممالک پہنچے لیکن اس مرتبہ جارحیت پسند اپنی پرانی عادت سے بھی ایک قدم آگے بڑھے اور اس مرتبہ کسی بھی فوجی کے ہلاک ہونے کے اعتراف سے مکمل طور پر انکار کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ طالبان کے حملوں میں ہلاک ہونے والے فوجیوں کے علاوہ یہاں سے زندہ بچ کر جانے والے ہزاروں فوجی نفسیاتی امراض کا شکار ہوئے ہیں۔ جن میں اکثر خودکشیاں کر کے اپنی زندگیوں کا خاتمہ کر رہے ہیں۔ مزید تفصیلات کیلئے مندرجہ ذیل رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

مغربی میڈیا کے ایک رپورٹ کے مطابق افغانستان سے واپس جانے والے کینیڈا کے 59 فوجیوں نے خودکشی کر کے اپنی زندگیوں کا خاتمہ کیا۔ گلوب امید میل نامی ایک نیوز ایجنسی نے 4 نومبر بروز بدھ اپنے ایک رپورٹ میں کہا: ان 59 فوجیوں میں سے 53 فوجیوں نے افغانستان میں دورانِ ڈیوٹی خودکشی کی جبکہ باقی 5 فوجیوں نے کینیڈا پہنچنے کے بعد خودکشی کی۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے اور اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس سے اس ملک کے وزارت دفاع کو پریشانی میں مبتلا کر لیا ہے۔

مزدور دشمن کو پہنچنے والے نقصانات:

مغربی خدمات میں مصروف کٹھ پتلی فورسز ماضی کی طرح اپنے مراکز کی حفاظت کی بجائے اپنی جان بچانے کی فکر میں تھے۔ لیکن اس کے باوجود متعدد افراد کی یہ خواہش پوری نہیں ہوئی۔ اب ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ دشمن جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعے عوام کو بے وقوف بنا رہا ہے اور ہر واقعے میں اپنے نقصانات کو بہت کم ظاہر کرتے ہیں کسی بھی نیوز ایجنسی کو صحیح اعداد و شمار نہیں بتائے جاتے اسی لئے محض چند اداروں کی رپورٹس کے مطابق ملکی افواج کے مرنے والے اہلکاروں کی تعداد دس ہزار سے تجاوز کر جاتی ہے۔

مزدور دشمن کے اموات کے سلسلے میں 15 نومبر بروز اتوار صوبہ ہلمند کے نام نہاد گورنر نے اعتراف کیا کہ مارجہ کی لڑائی میں ان کے 88 فوجی ہلاک ہوئے ہیں 9 نومبر بروز سوموار سیاف کے ایک قریبی جنگی کمانڈر صوبہ پغمان میں ہلاک ہوئے۔ اسی ماہ کی 18 تاریخ کو صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں قومی ملیشیاء کے ایک کمانڈر اور 21 تاریخ کو صوبہ بادغیس کے ضلع جوند کا گورنر طالبان کے ایک حملے میں ہلاک ہوا۔

ان واقعات کے بعد صوبہ پکتیکا کے مرز شرنہ قومی ملیشیاء کے ایک ظالم کمانڈر کی ہلاکت سے علاقے کے عوام نے سکھ کا سانس لیا، بعد میں 25 نومبر کو صوبہ غور کے چخچران بازار میں دو کمانڈر اپنے 12 ساتھیوں سمیت ہلاک ہوئے۔ ایک دن بعد قندھار کے ضلع ژڑی میں ایک مزدور کمانڈر، اور 28 نومبر کو بدخشان کے ضلع خاش میں قومی ملیشیاء کے ایک کمانڈر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک جھڑپ میں ہلاک ہوا، اسی روز ضلع خاص ارزگان کے سابق گورنر کو مجاہدین نے گرفتار کر کے سولی پر لٹکا

دیئے اور اس ماہ 29 تاریخ کو صوبہ نیمروز کے حج و اوقاف کے سابق وزیر طالبان کے ایک مسلح حملے میں ہلاک ہوئے۔

مجاہدین کے ہاتھوں دشمن کے افواج کی گرفتاریاں اور سرنڈر:

ملک کے مختلف علاقوں میں مسلسل فتوحات اور دشمن پر زمین تنگ ہونے کے بعد اگر ایک جانب دعوت وارشاد کمیشن کے جدوجہد کی برکت سے مزدور دشمن کے بڑی تعداد میں افراد امارت اسلامی کے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال چکے ہیں تو دوسری جانب اس ادارے کے درجنوں اہلکار مجاہدین نے کئی حملوں کے نتیجے میں گرفتار کیے ہیں۔

اس ماہ مزدور ادارے کے 757 فوجی، پولیس اور قومی ملیشیا کے اہلکار طالبان کے سامنے ہتھیار ڈال چکے ہیں جن کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

15 نومبر بروز اتوار صوبہ جوزجان میں 15 پولیس اہلکاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال لئے۔ اسی دن صوبہ ہلمند کے برائے نام گورنر نے اعتراف کیا کہ ان کے 5 کمانڈرز اپنے 65 ساتھیوں سمیت طالبان سے جاملے ہیں۔ 14 نومبر صوبہ فاریاب میں قومی ملیشیاہ کے 11 اہلکار اپنے کمانڈر سمیت جبکہ ایک دن بعد مذکورہ صوبے کے ضلع پشتون کوٹ میں 150 اہلکاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال لئے اس ماہ کی 17 تاریخ کو فاریاب کے ضلع المار میں بھی قومی ملیشیاہ کے 10 اہلکاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال کر حکومت سے بیزاری کا ثبوت دیا۔

اس کے بعد 11 نومبر بروز بدھ مجاہدین نے صوبہ ننگرہار میں 7 پولیس اہلکاروں کو گرفتار کیا۔ ایک دن بعد امارت اسلامی کے مجاہدین نے اعلان کیا کہ انہوں نے چند دن قبل پکتیا کے ضلع سید کرم میں گرفتار ہونے والے قومی ملیشیاہ کے 12 اہلکاروں کو ضمانت لینے کے بعد رہا کیا۔ 14 نومبر ہفتے کے دن فاریاب کے ضلع پشتونکوٹ میں مجاہدین نے قومی ملیشیاہ کے 10 اہلکاروں کو گرفتار کیا۔

24 نومبر بروز منگل امارت اسلامی کے مجاہدین نے صوبہ فاریاب میں دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر کو کامیابی سے نشانہ بنایا۔ طیارے میں زندہ بچ جانے والے دو امریکی فوجیوں اور 18 افغان کٹھ پتلیوں کو مجاہدین نے گرفتار کرلیا۔ کٹھ پتلی وزارت دفاع نے اعلان کیا کہ ان گرفتار شدہ فوجیوں کی رہائی کیلئے انہوں نے بڑے پیمانے پر آپریشن کا آغاز کیا ہے لیکن ابھی تک وہ اپنے گرفتار شدہ اہلکاروں کو مجاہدین کے چنگل سے چھڑانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ حالانکہ اس آپریشن میں ان کے غیر ملکی آقا بھی بھرپور ساتھ دے رہے ہیں۔

دشمن کو پہنچنے والے نقصانات:

اگر ایک جانب دشمن کو میدان جنگ میں بے تحاشا نقصانات اٹھانے پڑے، جنگی وسائل، ٹینک اور فوجی گاڑیاں یا تو تباہ ہوگیں یا مجاہدین کے قبضے میں آگیں تو دوسری جانب دشمن کے 3 طیارے بھی اس ماہ میں ملک کے مختلف علاقوں میں مجاہدین نے مار گرائے۔ ان میں سب سے پہلا طیارہ کابل کے ضلع موسہی میں وہ ڈرون طیارہ تھا جسے 5 نومبر بروز جمعرات مجاہدین نے نشانہ بنایا، دوسرا وہ ہیلی کاپٹر تھا جسے مجاہدین نے صوبہ فاریاب ضلع پشتونکوٹ میں مار گرایا اور تیسرا بھی ایک ڈرون طیارہ تھا جسے صوبہ پروان کے ضلع کوہ صافی میں مجاہدین نے مار گرایا۔

عزم آپریشن:

بلند حوصلے اور ایمانی قوت سے مالامال مجاہدین نے ماہ نومبر میں بھی غیر ملکی اور مزدور دشمن کے خلاف اپنی تباہ کن کارروائیاں جاری رکھیں اور قابل ذکر کامیابیاں حاصل کیں۔ کچھ اہم واقعات کی مختصر تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

یکم نومبر بروز اتوار پکتیا کے کٹھ پتلی فورسز کے ایک سربراہ نے اعتراف کیا کہ طالبان نے ڈنڈپٹان ضلع پر بڑا حملہ کیا ہے، اور ۲۰۲ بریگیڈ سرحدی پولیس کے کمانڈر نے تسلیم کیا کہ ان کو اس حملے میں بھاری جانی اور مالی نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ اسی روز ملحقہ صوبے پکتیکا کے صوبائی شوریٰ کے رکن نے بھی اعلان کیا کہ طالبان کی جانب سے تین اضلاع پر شدید حملے کئے گئے ہیں اور یہ اضلاع سقوط کے خطرے سے دوچار ہیں اور وہ دن دور نہیں جب طالبان ان اضلاع پر اپنی حاکمیت قائم کرلیں گے۔ اسی طرح خوست کا نادر شاہ کوٹ ضلع بھی مجاہدین کی کاری ضربوں کی زد میں رہا جس کی وجہ سے صلیبی مزدوروں کو بھاری جانی اور مالی نقصانات اٹھانا پڑے۔

جس طرح شمالی صوبے صلیبی جنگجوؤں کیلئے موت کے کنویں بنے رہے اسی طرح جنوبی صوبوں میں بھی انہیں سکھ کا سانس لینے نہیں دیا گیا۔ 3 نومبر کو ہلمند کے صوبائی کونسل نے اعلان کیا کہ اگر حکومت ان کی مدد کیلئے مزید فورسز نہ بھیجیں تو ضلع مارجہ طالبان کے قبضے میں جاسکتا ہے اس اعلان کے ایک روز بعد میڈیا پر اس ضلع کے کئی حصوں پر طالبان کے قبضے کی خبریں دی گئیں۔ اس ماہ کی 22 تاریخ کو میڈیا پر یہ خبریں گردش کرنے لگیں کہ اس صوبے کے ضلع خانشین سے مزدور ادارے کے درجنوں اہلکار بھاگ گئے ہیں۔ خبر میں بتایا گیا کہ مذکورہ اہلکار ایک بڑا بیس اور اس ملحقہ 9 چیک پوسٹ چھوڑ کر نامعلوم مقام کی جانب فرار ہوگئے ہیں۔

15 نومبر بروز اتوار ہلمند کے مرکز لشکر گاہ کو ایک بار پھر امارت اسلامی کے

استشہادی مجاہدین نے نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں دشمن کے متعدد کرایے کے اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے اس کے بعد 19 نومبر بروز جمعرات کو کندھار کے ضلع ارغنداب کی فضاء بھی شدید جھڑپ اور دشمن کے بھاری جانی اور مالی نقصانات کی داستان سنا رہی تھی۔ اس کے ساتھ صوبہ فاریاب اور اس سے ملحقہ صوبے بھی مجاہدین کے حملوں کی گواہی دے رہی تھی۔ 15 نومبر بروز اتوار دشمن نے اعتراف کیا کہ: ضلع پشتونکوٹ کے کچھ علاقوں پر طالبان نے قبضہ کرلیا ہے اگلے دن ایک اور اعتراف میں ان سے غلطی ہوئی اور کہا کہ: اس ضلع کے پانچ اور گاؤں بھی طالبان کے قبضے میں چلے گئے ہیں یہ اعترافات ایک ایسے وقت میں سامنے آئے جب گلم جم ملیشیا کے خونخوار کمانڈر دوستم اور اس ضلع کے اعلی عہدیداروں نے ان علاقوں کا برائے نام دورہ بھی کیا اور میڈیا پر بیانات جاری کئے کہ مذکورہ علاقے کو طالبان سے آزاد کرالیا ہے۔

اضلاع کی فتوحات کے سلسلے میں امارت اسلامی کے مجاہدین 18 نومبر بروز بدھ بدخشان کا ضلع یمگان فتح کرلیا۔ اس کے بعد 26 نومبر بروز جمعرات مجاہدین نے سرپل کا ضلع "دومردہ" بھی فتح کیا۔ اس سے قبل 9 نومبر کو بھی مزدور دشمن کے گورنر نے اعتراف کیا کہ اس ضلع کے چالیس فیصد علاقوں پر طالبان کا کنٹرول ہے۔ جوزجان کا ضلع خم آب بھی 29 نومبر کو مجاہدین نے فتح کرڈالا اور تخار میں بھی ضلع درقد کی فتح کے بعد مجاہدین ضلع خواجہ بہاؤالدین کی جانب پیش قدمی کررہے ہیں اس سلسلے میں 24 نومبر کو غور کے کٹھ پتلی انتظامیہ نے تسلیم کیا کہ صوبے کے مرکز پر شدید حملے جاری ہیں اور عینی شاہدین کے مطابق مجاہدین نے مذکورہ علاقوں میں قابل ذکر پیش قدمی کی ہے۔

امارت اسلامی فوجی میدان میں اپنی مہارت کا اظہار کرتے ہوئے 18 نومبر کو اعلان کیا کہ انہیں دشمن کی نہایت ہی خفیہ معلومات ہاتھ لگی ہیں جو مستقبل کی کاروائیوں میں طالبان کیلئے نہایت مددگار ثابت ہوسکتی ہیں۔

مجاہدین کی قوت پر دشمن کا اعتراف:

اللہ جل جلالہ کی نصرت، بہت سخت مراحل میں مجاہدین کے ساتھ شامل حال رہی، یہی وجہ تھی کہ مجاہدین کو بے شمار فتوحات ملیں اور ہر دن مجاہدین مضبوط تر ہوتے جارہے ہیں جس کا اعتراف دشمن بھی کرتا دکھائی دیتا ہے۔ نمونے کیلئے دشمن کے چند اعترافات ملاحظہ فرمائیں۔

5 نومبر بروز جمعہ اتحادی جارحیت پسندوں کے سربراہ امریکا کے وزارت دفاع نے اعلان کیا کہ وہ اب طالبان کو ایک اٹل حقیقت کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔ یہ اعتراف انہیں اس وجہ سے کرنا پڑا کیونکہ پے درپے شکستوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور ان کے سامنے مجاہدین نے یہ ثابت کیا کہ مجاہدین ہر میدان میں ان کی فکر اور خیال سے زیادہ مضبوط اور طاقتور ہیں۔ جنہیں چند دنوں میں ختم کرنے اور ایک آسان ہدف سمجھ کر آئے تھے۔ اس لئے ناکامی کی صورت میں تمام انسانی اور بین الاقوامی قوانین کی دھجیاں اڑادی اور طالبان کے خلاف ہر وہ حربہ استعمال کیا جو ان کفار کے بس میں تھا۔

اس کے ساتھ اس ماہ کی دس تاریخ کو چین نے اعلان کیا کہ وہ طالبان کو افغانستان میں ایک اہم سیاسی قوت کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ دوسری جانب امریکا نے اعلان کیا کہ افغانستان میں مقیم امریکی افواج آئندہ تین ماہ محتاط رہیں کیونکہ مجاہدین کے حملوں میں تیزی آگئی ہے۔

دوسری جانب ملک کے اندر بھی اسی قسم کے اعترافات سامنے آئے ہیں۔ ان میں تخار کے نام نہاد نمائندے کے انکشافات جو انہوں نے 23 نومبر کو کئے ان کا کہنا تھا کہ: چار اضلاع پر ہماری گرفت کمزور ہوتی جارہی ہے اور خطرہ ہے کہ وہ طالبان کے قبضے میں چلے جائیں۔ انہوں نے کابل انتظامیہ سے ان اضلاع کی سیکیورٹی بڑھانے اور مزید اہلکار تعینات کرنے کی درخواست کی تاکہ مذکورہ اضلاع سقوط سے نجات حاصل کرسکیں۔

دشمن کی جانب سے عوامی نقصانات:

جارحیت کے چودہ سالوں کے دوران افغان عوام ہمیشہ غیر ملکی جارحیت پسندوں اور ان کے کاسہ لیسوں کی جانب سے نشانہ بنتے رہے۔ شہادتیں، قید وبند کی صعوبتیں، تشدد یہاں تک عوام کی زندگی اجیرن بنادی گئی ہے۔

ماہ نومبر میں دشمن نے اپنے منصوبے کے تحت اس جنگ میں نام نہاد کامیابی کیلئے 24 افغان شہریوں کو شہید کیا۔ جس کی مکمل تفصیل الامارہ ویب سائٹ میں عوامی نقصانات کے عنوان سے موجود ہے۔ البتہ کچھ واقعات یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

4 نومبر بروز بدھ قومی ملیشیا کے مسلح جنگجوؤں نے صوبہ غور کے ضلع شہرک میں ایک سکول ٹیچر پر حملہ کرکے شہید کیا اس ماہ کی 7 تاریخ کو مزدور دشمن کی جانب سے خوست مرکز کے قریب دو عام شہریوں کو شہید کیا گیا۔ دو دن بعد قندوز کے دشت ارچی ضلع میں ایک گھر پر بمباری کے نتیجے میں ایک خاتون شہید جبکہ ان کا ایک بچہ اور شوہر زخمی ہوئے۔

9 نومبر بروز سوموار میڈیا پر یہ خبر آئی کہ: امریکی فورسز اور کندھار کے سیکیورٹی چیف کے اہلکاروں نے عام شہریوں پر بمباری میں کیمیائی مواد استعمال کیا ہے۔ 11

نومبر کو کابل پولیس نے مظاہرین پر فائرنگ کردی جس کے نتیجے میں ایک شخص جاں بحق جبکہ 8 زخمی ہوئے۔ اسی دن سوشل میڈیا پر ایسی ویڈیوز سامنے آگئیں جس میں واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے کہ صلیبی مزدوروں نے اپنی توپوں کا رخ شہری آبادی کی جانب موڑ لیا ہے اور مسلسل شہر پر گولہ باری کررہے ہیں اس طرح عام لوگوں کے گھروں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔

مذکورہ ماہ کے 16 تاریخ کو غزنی کے ضلع اندڑ کے مسلح جنگجوؤں نے اس علاقے کے ایک شخص پر بدترین تشدد کیا، ہاتھ کاٹے اور بعد میں بے دردی سے شہید کیا۔ اس علاقے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ حکومت کے یہ بے مہار جنگجو علاقے کے خواتین کو اغوا کرکے تاوان طلب کرتے ہیں۔ یہ بات غزنی کے پولیس چیف نے بھی تسلیم کی ہے۔ اور 17 نومبر کو بیان دیا کہ: ہمارے پاس کافی شواہد موجود ہیں کہ اس صوبے کی قومی ملیشیاء کے اہلکار پیسہ حاصل کرنے کیلئے لوگوں کی عزت وناموس پر ہاتھ ڈال چکے ہیں اور ابھی تک وہ عوام کو اذیتیں دے رہے ہیں۔ 24 نومبر میڈیا پر یہ خبر آئی کہ صوبہ ننگرہار کے سابق گورنر نے اس صوبے کے دو نوجوان بھائیوں کو شہید کیا ہے۔ گورنر موصوف حزب اسلامی کا ایک اہم رکن بھی ہے۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ 30 نومبر کو صوبہ روزگان کے ضلع خاص روزگان میں پیش آیا جہاں ایک سکول ٹیچر سمیت 3 افراد کو شہید کیا گیا۔

قومی وحشی حکومت کے عجیب کارنامے:

مغربی جارحیت پسندوں کے ہاتھوں وجود میں آنے والا کابل کا غلام ادارے کی تاریخ ایسے عجیب کارناموں سے بھری پڑی ہے جس کی مثال ماضی کی حکومتوں میں نہیں ملتی۔ لیکن وقت گذرنے کے ساتھ امریکا نے کابل انتظامیہ کی باگ ڈور دو افراد کے ہاتھوں میں تھما کر ان عجائبات میں مزید اضافہ کیا۔ ماہ نومبر میں اسی قسم کے کچھ واقعات سامنے آئے جنہیں یہاں نقل کیا جارہا ہے:

گذشتہ ماہ کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ نے جرمنی سے مطالبہ کیا کہ وہ افغان پناہ گزینوں کو واپس افغانستان بھیجے موصوف کے اس بیان کے بعد ان کے وزیر برائے مہاجرین جو ایران کے حمایتی ہیں نے شدید تحفظات کا اظہار کیا جس سے دونوں رہنماؤں میں اختلافات پیدا ہوگئے ہیں۔ اس وجہ سے مذکورہ ممالک میں افغان پناہ گزین شدید مشکلات کا شکار ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ آئندہ ان کا کیا بنے گا۔

حکومتی اداروں کی جانب سے لوٹ مار مہم کے بارے میں ایک غیر سرکاری تنظیم سیگار نے اعلان کیا کہ حکومت کے نام نہاد وزارت دفاع کے اہلکاروں نے اس ادارے کے گیس پروجیکٹ میں 43 ملین ڈالر کی خطیر رقم ہڑپ کرلی ہے۔ اسی طرح 19 نومبر بروز جمعرات نیٹو نے بھی اعلان کیا کہ افغانستان میں رشوت ستانی اور کرپشن کے بڑھتے رجحان کی وجہ سے بین الاقوامی ممالک افغانستان کی مدد سے ہاتھ کھینچ سکتے ہیں۔

اس دوران 25 نومبر کو فیفا نے اعلان کیا کہ ہوائی کمپنی آریانہ کے مالک سمیت حج و اوقاف کے وزیر کو جب پارلیمنٹ میں پوچھ گچھ کیلئے بلایا گیا تو کرپشن اور لوٹ مار کی ایک اور داستان سامنے آئی معلوم ہوا کہ سعودی جانے والے افغان حاجیوں کی آمد ورفت کی مد میں تقریباً 8 ملین افغانی کی کرپشن ہوئی ہے۔

کئی سالوں سے حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں اور ان کے مسلح جنگجوؤں کی جانب سے مزدور ادارے کے پولیس پر تشدد کی کہانیاں عام ہیں۔ حالیہ دنوں میں کابل میں حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں کی جانب شہر کے درمیان پولیس پر تشدد کیا گیا۔ 3 نومبر بروز منگل غلام ادارے کے وزارت داخلہ نے اعلان کیا کہ پارلیمنٹ کے ایک رکن کی جانب سے تین سیکیورٹی اہلکاروں پر پارلیمنٹ کے ارکان کی جانب سے تشدد کے موضوع پر توجہ دی جائے۔

غلام حکومت کے سربراہ جو سالم عقل وفہم سے بہرہ ور نہیں کسی نہ کسی وجہ سے کو اپنی تاریخ کا حصہ بناتے ہیں اور کبھی کبھار ایسے فرامین جاری کرتے ہیں جو نہ صرف اہل عقل ودانش کیلئے ناقابل قبول ہیں بلکہ افغانستان کے اساسی قانون کے بھی خلاف ہے اس کے علاوہ حکمران ثانی عبداللہ کی مخالفت بھی سہنا پڑتی ہے۔

4 نومبر کو پارلیمنٹ کے ارکان نے ایک میٹنگ میں اس قسم کے اقدامات پر تشویش کا اظہار کیا تھا۔ اس کے بعد 28 نومبر بروز ہفتہ مزدور ادارے کے رئیس ثانی نے رئیس اول کے اس فیصلے کو کالعدم قرار دیا جس میں کابل حکومت کے عہدیدار کی برطرفی کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس طرح انہوں نے اپنی مرضی سے منتخب کئے ہوئے شخص کو بچایا۔

ایک اور عجیب کارنامہ مزدور حکومت کا یہ تھا کہ انہوں نے امن کیشن کی سربراہی کیلئے یونس قانونی کو منتخب کیا جو شمال کے بدنام زمانہ ملیشیاء کے رہنماؤں میں سے ہیں۔ یہ وہ وطن فروش ہے جس نے "بن کانفرنس" میں مختصر عرصے کا ایک عہدہ لینے کیلئے رسمی طور پر وطن فروشی کے معاہدے پر دستخط کرڈالے۔ اس لئے اب وہ شمال میں بھی وطن فروش کے نام سے مشہور ہیں۔

6 اکتوبر کو کابل ادارے نے ایک نیا شہر بنانے کے منصوبے کا معاہدہ ایک ایسے شخص

سے کیا جو بینک سے عوام کے لاکھوں روپے چوری کرنے کے جرم میں کئی عرصے تک جیل میں رہے۔ دوسری جانب غزنی میں قومی ملیشیا کے جنگجو سادہ لباس میں لوگوں کو اغوا کر رہے ہیں اور پھر بھاری رقم کی ادائیگی کے بعد رہا کر دیتے ہیں۔ یہ خبر بھی میڈیا پر بہت چلی کہ 17 نومبر کو پژواک نیوز چینل جو حکومت کا ایک حامی چینل بھی ہے نے اپنی ایک رپورٹ میں کہا کہ قومی ملیشیا کے اہلکار محض پیسوں کے حصول کیلئے علاقے کی عورتوں کو اغوا کر رہے ہیں۔ اور آبرو ریزی کے کئی واقعات بھی یہاں پیش آئے ہیں، لیکن حکومت نے ان جرائم کی روک تھام کیلئے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔

اس قسم کے واقعات صرف یہاں نہیں بلکہ تخار اور دوسرے صوبوں میں بھی پیش آئے ہیں۔ 16، نومبر بروز اتوار پارلیمنٹ میں تخار کے نمائندے نے کہا کہ اس صوبے کے سیکیورٹی سربراہ تفتیشی افسران تاوان کے بدلے لوگوں کو اغوا کر رہے ہیں۔ کابل پولیس بھی اس مقابلے میں کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ 23 نومبر کو شہر کی میڈیا پر یہ خبر آئی کہ پولیس نے اس لڑکی پر جنسی تشدد کیا ہے جو گھر سے بھاگنے کے جرم میں قید تھی۔

پولیس اور سیکیورٹی فورسز کیلئے پیسہ کمانے کا واحد ذریعہ اغواکاری نہیں بلکہ 27 نومبر کو غزنی کے صوبائی شوریٰ نے کہا کہ: اس صوبے کے پولیس سربراہ حکومتی اسلحہ اور حکومت کی جانب سے فراہم کردہ اشیائے خوردونوش اور دوسرے جنگی وسائل مجاہدین کے ہاتھ بیچتے ہیں۔

14 نومبر کو مزدور ادارے نے جھوٹا اعلان کیا کہ داعش کی جانب سے اغوا کیے جانے والے 8 مسافروں کو انہوں نے رہا کروالیا ہے لیکن بعد میں حقائق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ان مسافروں کو طالبان نے رہائی دلوائی۔

اگر ایک جانب مزدور دشمن کے اہلکار اپنی ڈیوٹیوں سے فرار ہو کر مجاہدین سے آملتے ہیں تو دوسری جانب 15 نومبر کو بادغیس کے سیکیورٹی چیف نے اعلان کیا کہ: پولیس اور سیکیورٹی فورسز کی ایک بڑی تعداد نامعلوم وجوہات کی بناء پر حکومت سے علیحدگی اختیار کر چکی ہے، لیکن ان سب کو ہر ماہ کے آخر میں تنخواہیں دی جاتی ہے تاکہ وہ دوبارہ اپنی ڈیوٹی پر آسکیں۔

برائے نام امن کمیشن کی تاسیس کے پہلے دن ہی سے اعلانات کر رہے ہیں کہ فلاں جگہ پر کئی طالبان ان سے جاملے ہیں لیکن ابھی تک کسی واقعے کو حقائق سے ثابت نہ کرسکے۔ اتوار کے دن 15 نومبر کو سرپلی میں مغربی کاسہ لیسوں نے کہا: ایک شخص طالبان کے کمانڈر کے روپ میں تین مرتبہ اپنے ساتھیوں سمیت مزدور دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ ہتھیار ڈالنے کے بدلے بڑی رقم بٹور چکے ہیں۔ اس قسم کے واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ مذکورہ کمیشن کے دعووں میں کتنی صداقت ہے۔

ظاہر قدیر جو ان کاسہ لیسوں کا سب سے بڑا افتخار سمجھا جاتا ہے انہوں نے جب سمگلنگ اور غیر قانونی راستوں کو محدود ہوتے دیکھا تو 23 نومبر کو دعویٰ کیا کہ مزدور حکومت کا انٹیلی جنس ادارہ داعش کی مدد کر رہا ہے اور انہوں نے ننگرہار میں بڑی تعداد میں مسلح ڈاکوؤں کی ایک جماعت تیار کی ہوئی ہے۔

اسی طرح کٹھ پتلی انتظامیہ کے اہلکاروں نے ایک سیاسی تجزیہ کار کو جو گزشتہ 14 سالوں میں مسلسل مجاہدین کے خلاف زہر اگل رہا تھا اور ہر قسم کی منفی رپورٹنگ سے دریغ نہیں کرتا تھا، اس جرم میں شدید تشدد کر کے زخمی کیا کہ انہوں نے صرف ایک مرتبہ حکومتی کارروائیوں پر تنقید کی۔

اس قسم کی آخری خبر یہ ہے کہ: سیکورٹی معاہدے کے نام پر وطن فروشی کے معاہدے پر دستخط کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ امریکی فوج اب افغان سرزمین پر زمینی کارروائی میں حصہ نہیں لیں گے بلکہ صرف سخت حالات میں افغان فورسز کی فضائی مدد کریں گے، لیکن گزشتہ ماہ کے دوران یہ بھی ثابت ہوا کہ قندوز کی لڑائی میں امریکی فوجی براہِ راست شریک تھے اور مجاہدین کے ساتھ دوبدو لڑائی میں مصروف تھے۔ چنانچہ 27 نومبر کو میڈیا پر یہ خبر آئی کہ: غیر ملکی جارحیت پسندوں نے قندہار کے ضلع سنگین میں نائٹ آپریشن شروع کیا ہے، بڑی تعداد میں عام لوگوں کو شہید کیا ہے بے شمار شہری زخمی ہوئے ہیں اور متعدد شہریوں کو گرفتار کر کے لے گئے ہیں۔

اسی طرح 30 نومبر کو کابل میں نیٹو کے ترجمان نے اعلان کیا کہ: ان کی ٹیم آئندہ سال افغانستان میں فضائی کارروائیوں کی ایک نئی مہم شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس قسم کے فیصلے سیکیورٹی معاہدہ کرنے والوں کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ ہے۔

کابل حکومت پر عوام کا عدم اعتماد:

اس تحریر میں آپ نے ان تمام حقائق کا جائزہ لیا جو کابل حکومت کی غلامی اور لوگوں کی عدم اعتماد کی وجہ بنتی ہے۔ 17 نومبر کو ایشیاء فاؤنڈیشن کے سروے رپورٹ میں بتایا گیا کہ ہر 100 میں سے 57 افغان شہری کابل حکومت پر عدم اعتماد کا اظہار کر چکے ہیں۔ اور اس حکومت کے مستقبل پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔

⊙⊙⊙

جنگی جرائم نومبر 2015

سید سعید

رواں سال ماہ نومبر کی 3 تاریخ کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے شیخ آباد نامی گاؤں میں ملکی کٹھ پتلی اہلکاروں کے مارٹر گولوں کی زد میں آکر ایک چار سالہ بچہ منصور ولد حیات اللہ شہید جبکہ ایک بچہ زخمی ہوا۔

6 نومبر کو رات کی تاریکی میں کٹھ پتلی حکومت کے اہلکاروں نے صوبہ خوست سے ملحقہ ڈیری کے علاقے پر چھاپہ مارا جس میں وحشی کٹھ پتلیوں نے ایک گھر کے دو افراد کو شہید جبکہ تین افراد کو گرفتار کرلیا۔

8 نومبر صوبہ کندز کے ضلع امام صاحب کے دو علاقوں زرکمر اور شہروان میں کٹھ پتلی اہلکاروں کے مارٹر گولوں کے حملے میں درجنوں شہری شہید اور زخمی ہوئے جبکہ گھروں کو بھی شدید نقصان پہنچا۔ اسی طرح اس صوبے کے دشت ارچی ضلع میں بھی کٹھ پتلی اہلکاروں کے مختلف حملوں میں عام شہریوں کو بھاری جانی و مالی نقصانات اٹھانے پڑے۔

10 نومبر صوبہ خوست کے ضلع علی شیر کے علاقے روبزگی میں کاسہ لیس اہلکاروں نے فائرنگ کرکے دو شہریوں کو شہید کیا۔

11 نومبر کو صوبہ زابل میں داعش کے ہاتھوں قتل ہونے والے افراد کے لواحقین نے کابل میں صدارتی محل کے سامنے مظاہرہ کیا انہوں نے حکومت کے خلاف شدید نعرے لگائے اور مستقبل میں شہریوں کی تحفظ کا مطالبہ کیا اس دوران کاسہ لیس اہلکاروں نے مظاہرین پر اندھا دھند فائرنگ شروع کردی جس کے نتیجے میں 7 مظاہرین زخمی ہوئے۔

12 نومبر کو صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں کلی رحیم خیل میں قومی ملیشیاء کے وحشی اہلکاروں نے اس علاقے کے ایک شخص خالد آکا کے گھر پر چھاپہ مارا اور انھیں اپنے بچوں کے سامنے بے دردی سے شہید کیا۔

13 نومبر کو غیر ملکی جارحیت پسندوں نے کٹھ پتلی اہلکاروں کی مدد سے رات کو ایک سرچ آپریشن کے نتیجے میں صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت کے علاقے چہارکلا میں عام شہریوں پر تشدد کیا اور ان کے گھروں کو لوٹ لیا۔

14 نومبر کو صوبہ خوست ضلع سپیرہ سے ملحقہ علاقے میں طالبان اور غیر ملکی فوجیوں کے درمیان ایک جھڑپ کے دوران غیر ملکی جارحیت پسندوں نے ایک گھر پر بمباری کی جس میں دو عام شہری شہید جبکہ ایک زخمی ہوا۔

15 نومبر کو صوبہ فراہ کے ضلع پشترود کے علاقے بلندی میں کٹھ پتلی حکومت کے اہلکاروں کے ایک مارٹر گولے کے حملے میں ایک خاتون سمیت چار افراد زخمی ہوئے۔

15 نومبر کو ہی صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ کے زرغون شار نامی گاؤں پر غیر ملکی جارحیت پسندوں اور ملکی کاسہ لیسوں نے چھاپہ مار کر تین شہریوں کو گرفتار کیا۔

17 نومبر کو غیر ملکی جارحیت پسندوں نے صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی کے شنہ جامہ علاقے میں چھاپہ مارا اور تین شہریوں کو بلاجواز گرفتار کرلیا گیا۔

21 نومبر کو صوبہ نورستان کے مرکز پاروان سے ملحقہ چراس کے علاقے میں کٹھ پتلی حکومت کے اہلکاروں نے چھاپہ مارا۔ لوگوں پر سخت تشدد کیا گھروں کی تلاشی کے بہانے قیمتی اشیاء لوٹنے کے ساتھ 12 شہریوں کو گرفتار بھی کیا گیا۔

22 نومبر کو صوبہ تخار کے ضلع ینگی قلعہ کے کہنہ قریہ میں قومی ملیشیاء کے اہلکار ایک گھر پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے ایک گھر میں داخل ہوئے جب اہل خانہ کو پتہ چلا تو ان وحشی ڈاکو اہلکاروں نے ان پر فائرنگ کردی جس کے نتیجے میں اس خاندان کے تین افراد موقع پر ہی شہید ہوئے بعد میں مذکورہ ڈاکو 60000 افغانی بھی لے اڑے۔

22 نومبر کو کابل کے ضلع موسہی میاخیل نامی گاؤں میں قومی ملیشیاء کے اہلکاروں نے ایک نوجوان امیر گل پر تشدد کرکے شہید کیا۔

23 نومبر کو ننگرہار کے ضلع غنی خیل کے علاقے سیاچوب میں غیر ملکی جارحیت پسندوں نے چھاپہ مارا گھر گھر تلاشی کے بعد گلے کے چار افراد کو گرفتار کرکے اپنے ساتھ لے گئے

23 نومبر کو ہی غیر ملکی قابضین اور ان کے کاسہ لیس اہلکاروں نے صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے حاجی دین محمد گاؤں پر چھاپہ مار کر گلے کے چار عام افراد کو شہید کیا جبکہ ایک شخص کو گرفتار کرلیا۔

24 نومبر صوبہ غور سے ملحقہ اللہ یار کے علاقے میں طالبان اور کاسہ لیس اہلکاروں کے درمیان جھڑپ کے دوران کٹھ پتلی کاسہ لیسوں کی فائرنگ کی زد میں آکر دو عام شہری شہید ہوئے۔

26 نومبر صوبہ کونڑ کے ضلع ناڑی کے علاقے باناش میں قومی ملیشیاء کے درندہ صفت اہلکاروں نے ایک سفید ریش بزرگ محمد امین اور ان کے جواں سالہ بیٹے کو اس وقت شہید کیا جب وہ ایک قریبی رشتے دار کی نماز جنازہ میں شرکت کے بعد واپس گھر جارہے تھے۔

27 نومبر صوبہ کونڑ کے ضلع ناوگی سے ملحقہ علاقے میں کٹھ پتلی اہلکاروں نے فائرنگ کرکے دو عام شہریوں کو شہید کیا۔

28 نومبر صوبہ خوست کے ضلع صبری سے ملحقہ علاقے میں دو کاسہ لیسوں نے دو عام شہریوں کو گرفتار کیا۔

29 نومبر صوبہ میدان وردگ کے ضلع نرخ کے قریب الیکہ کے علاقے میں ملکی کٹھ پتلیوں نے فائرنگ کرکے ایک عورت کو شہید کیا۔

30 نومبر صوبہ ارزگان کے ضلع خاص ارزگان کے قریب ٹیکروز کے علاقے میں قومی ملیشیاء کے اہلکاروں نے سکول کے ایک استاد سمیت تین عام شہریوں کو شہید کیا، مقامی افراد کے مطابق قومی ملیشیاء کے اہلکاروں نے مقامی سکول کے استاد ان کے بیٹا اور ظاہر آکا نامی شخص سمیت تین افراد کو شہید کیا۔

اقتباسات: بی بی سی، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک نیوز ایجنسی، پژواک، خبریال، لراوبر، تن اشیاء اور دیگر ویب سائٹس

صفر المظفر کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی ہلاکت	صلیبیوں کے زخمی	اہلکاروں کی ہلاکت	اہلکاروں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کی شہادت	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندھار	45	3	86	0	197	37	48	14	3	1
-2	ہلمند	67	1	4	0	157	80	39	6	6	0
-3	غزنی	11	0	0	0	21	11	7	0	0	0
-4	خوست	26	0	0	0	47	29	9	1	0	0
-5	نورستان	11	0	0	0	21	26	3	2	0	0
-6	میدان وردگ	1	0	0	0	0	4	0	0	0	0
-7	کونڑ	12	0	0	0	12	2	5	1	3	0
-8	پکتیکا	21	0	0	0	38	6	6	2	1	0
-9	زابل	16	0	0	0	24	9	3	2	9	0
-10	لوگر	13	0	0	0	17	11	4	0	0	0
-11	کاپیسا	70	0	0	0	71	31	13	0	0	0
-12	روزگان	24	0	0	0	42	47	4	6	2	0
-13	پکتیا	12	0	0	0	20	17	5	0	0	0
-14	فراہ	29	0	0	0	40	16	3	0	0	0
-15	کابل	19	1	0	0	39	19	12	1	0	1
-16	ننگرہار	42	0	0	0	38	22	11	1	0	0
-17	لغمان	27	0	4	3	39	25	7	0	0	0
-18	ہرات	14	0	0	0	15	26	1	0	0	0
-19	نیمروز	20	0	0	0	18	13	5	0	0	0
-20	بادغیس	13	0	0	0	12	13	2	0	0	0
-21	قندوز	11	0	0	0	62	44	18	1	5	0
-22	بغلان	29	0	0	0	48	20	16	0	1	0
-23	فاریاب	19	0	0	0	35	21	7	2	4	0
-24	غور	6	0	0	0	9	5	3	0	0	0
-25	پروان	10	0	4	0	7	0	4	0	0	0
-26	تخار	6	0	0	0	19	4	0	3	2	0
-27	سمنگان	6	0	0	0	35	40	4	3	7	0
-28	بدخشان	7	0	0	0	31	14	0	6	2	0
-29	بامیان	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
-30	بلخ	22	0	0	0	12	15	3	1	0	0
-31	جوزجان	5	0	0	0	4	5	1	0	0	0
-32	دائی کنڈی	1	0	0	0	2	1	0	0	0	0
-33	سرپل	7	0	0	0	11	19	2	1	1	0
-34	پنجشیر	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
مجموعہ		622	5	98	3	1143	632	245	53	46	2

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے: 1- فاریاب میں ایک ہیلی کاپٹر 2- پروان میں ایک جاسوس طیارہ

FLORENCE

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

4th Year January 2016

دشمن یہاں سے تلخ یادوں کے سوا کچھ لے کر نہیں جاتا۔